عقیدۂ ختم نبوت پر علمی و تحقیقی مجلّہ

المنتہیٰ

11

جلد 3 جنوری تا مارچ 2020ء شمارہ 11



مدیر اعلیٰ

خواجہ غلام دستگیر فاروقی



فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
2 روزہ
شعورِ ختمِ نبوت کورس
5 واں سالانہ
4 3 اپریل 2020 بروز جمعۃ المبارک ہفتہ
آخری نشست بروز ہفتہ بعد نماز عشاء
بمقام
جامعہ رحمت
قائد اعظم ٹاؤن
صادق چوک ٹاؤن شپ لاہور
زیرِ سرپرستی
مجاہد ختم نبوت حضرت علامہ خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ
ناظم اعلیٰ جامعہ رحمت
مدیر اعلیٰ مجلہ المنتہیٰ
خصوصی لیکچر و خطاب
مفکر اسلام مخدوم اہلسنت
شیخ الحدیث
حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب
سرگودھا
مدظلہ العالی
الداعی الی الخیر
رابطہ کمیٹی مجلہ المنتہیٰ رجسٹرڈ لاہور
ظفر دار الکتابت داتا دربار لاہور
042-37112065
0333-4385308

Regd. 2-66/8288

سہ ماہی

المنتہیٰ

رجسٹرڈ

جلد 3 | جنوری تا مارچ 2020ء | شمارہ 11

زیر ظل عاطفت

متوکل علی اللہ، یادگار اسلاف قبلہ

حافظ محمد قاسم علی ساقی مدظلہ

آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس، شکرگڑھ

سرپرست اعلیٰ

عالمی مبلغ اسلام، شیخ طریقت حضرت العلام

خواجہ محمد بدر عالم جان

زیب سجادہ دربار عالیہ مرشد آباد شریف، پشاور شہر

قیمت فی شمارہ -/40 روپے

المنتہیٰ میں شائع ہونے والی نگارشات کے نفسِ مضمون کی ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے

سالانہ خریداری -/200 مع ڈاک

غلام دستگیر فاروقی نے منہاج القرآن پبلی کیشنز سے چھپوا کر آستانہ چشتیہ خیریہ شکرگڑھ سے شائع کیا۔

مرکزی آفس: آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس (چک امرو روڈ) شکرگڑھ

زونل آفس: دارالعلوم جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور

E-mail:farooqi4156@hotlook.com

فہرست

نعت ختم الرسل ﷺ

میں تیرے در کا گدا ختم الرسل
کر رہا ہوں التجاء ختم الرسل

ہر جہاں ہو یا ہو محشر کا مقام
تو ہی میرا آسرا ختم الرسل

رحمتوں کا آپ کے در سے نزول
پھر میں دوں کِس کو صدا ختم الرسل

سر اٹھا نہ پاؤں جب میں شرم سے
ڈال دیجیے گا رِدا ختم الرسل

میں گناہوں کا ہوں صحرائے طویل
تیری رحمت بے بہا ختم الرسل

دیجیے مجھ کو زیارت ایک بار
آپ شاہ دوسرا ختم الرسل

دل سے لب تک ہے دعا بس ایک ہی
ہو مدینے انتہا ختم الرسل

آپ پر بھیجے سدا زاہدؔ درود
اور رہے یہ سلسلہ ختم الرسل

پروفیسر سید شبیر حسین زاہد

اداریہ

یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی نوری، سرپرست ادارہ تعلیمات مجددیہ، پاکستان

پہلے وقتوں کی بات ہے، ہمارے بزرگ اور استاذ حضرات اپنی نسلوں کو سمجھایا کرتے تھے کہ گمراہ فرقوں سے بچنا، ان کے فلاں مولوی نے اپنی فلاں کتاب میں حضور سراپا نور ﷺ کی گستاخی کی ہے، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہارؓ کی بے ادبی کی ہے، اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بے باکی کا مظاہرہ کیا ہے، افسوس! آج ہمارے کچھ شوخ طبع خطیبوں، مولویوں، نعت خوانوں، نقیبوں اور جاہل پیروں نے اس ''گستاخی، بے ادبی اور بے باکی'' کو ہماری صفوں میں عام کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہم کسی اور فرقے کو جتلانے اور جھٹلانے کے قابل نہیں رہے، ان لوگوں کی مثال اس بھینس کی طرح ہے جو چارہ ایک کھرلی سے کھاتی ہے اور دودھ دوسری کھرلی پر دیتی ہے، ان کو بفضلہٖ تعالیٰ سواد اعظم نے پالا پوسا، جوان کیا، بولنے کے قابل بنایا، جب عزت کے عروج پر پہنچے تو کبھی تفضیلیت کی منزلیں طے کرتے ہوئے رافضیت تک پہنچ گئے اور کبھی ناصبیت کے مرحلے عبور کرتے ہوئے خارجیت کی گود میں جا گرے، عوام اور درد دل رکھنے والے خواص ان کے ڈراموں، نخروں، بھڑکوں اور جملوں سے حیران اور پریشان ہیں۔

متاع دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

یہ لوگ بہت چرب زبان ہیں، ماحول دیکھ کر گفتگو کرتے ہیں، اگر محفل میں کوئی دو چار سیّد بیٹھے ہوں تو ان کی جیبیں ڈھیلی کروانے کے لیے صرف اور صرف آل رسول کا ذکر شروع کرتے ہیں، پھر حرام ہے جو آل رسول کے آئمہ کرام ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کا نام ان کی زبان و بیان کا مقدر بنے، ایسی یک طرفہ ٹریفک چلاتے ہیں کہ آیات بھی آدھی اور روایات بھی آدھی سناتے ہیں اور داد و امداد کے خزانے سمیٹتے ہیں، ایسے ظالم ہیں کہ مولا علی پاک رضی اللہ عنہ اور مولا حسین پاک رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک مقدس نام آتا ہے، مولا حسن رضی اللہ عنہ پاک کا نام، وہ بھی زبان و بیان سے پھسل جاتا ہے، آخر کیا وجہ ہے، کیا وہ سیّد نہیں، کیا وہ ابن رسول نہیں، کیا وہ خون بتول نہیں، کیا ان کا امت پر کوئی احسان نہیں، جو بدنصیب لوگ حضرت امام حسن مجتبٰے رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک نہیں کرتے، اگر وہ حضرت امیر معاویہؓ کا ذکر نہ کریں تو ان سے کیا گلہ، کیا شکایت، سمجھ لیجئے ان کی فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے، ہر سید زادہ ہمارے لیے از حد قابل احترام ہے، ہمارے بزرگوں نے اس کی بدعملی تک کو بھی نظرانداز کرنے کا حکم دیا ہے، اگر اسے کوئی نصیحت بھی کرنی ہو تو دائرہ ادب میں رہ کر کرنی چاہیے، مثلاً اس نیت سے کہ شہزادے کے قدموں کو مٹی لگ گئی ہے اسے صاف کرنا ہے لیکن بدعقیدگی تو ہرگز قابل برداشت نہیں، اگر کوئی شخص سیّد ہونے اور آل رسول کہلوانے کا دعویدار ہے مگر صحابہ کرامؓ کا گستاخ ہے، بے ادب ہے اور باغی ہے تو اس کا کوئی احترام نہیں، یہ چرب زبان لوگ اس کے شیطانی لنگر کے لیے بھی ہمیشہ بے قرار رہتے ہیں اور سواداعظم کی دھجیاں اڑاتے رہتے ہیں یہ لوگ اپنی روزی روٹی کو کھرا کرنے کے لیے سادات کرام کی اولادوں کو خراب کر رہے ہیں، یزیدیوں نے ان کے جسم قتل کیے تھے یہ ان کی روحیں قتل کر رہے ہیں، ان کی مبالغہ آمیز تعریفوں کی بدولت وہ تعلیم و تربیت سے محروم ہوتے جا رہے ہیں، دوسری طرف امت میں علم، تقویٰ اور تربیت کی قدر و قیمت کم ہوتی جا رہی ہے، لوگ سستی اور جھوٹی شہرت حاصل کرنے کے لیے دھڑا دھڑ ''سیّد'' بنتے جا رہے ہیں، اگر ان لوگوں نے آل رسول کے ساتھ امت رسول کے فضائل بھی بیان کیے ہوتے تو کسی امتی کو سیّد بننے کی ضرورت نہ پیش آتی، آل رسول ہونا تو بہت بڑا اشرف ہے کیا امت رسول ہونا کوئی مقام نہیں، پھر آلِ رسول میں اتنا بڑا فرق کس نے پیدا کیا ہے، کیا امت رسول آل رسول کے زمرے میں داخل نہیں ہو سکتی، کیا نماز میں اگر آل رسول پر درود آیا ہے تو امت رسول پر سلام نہیں آیا ''والسلام علی عباد اللہ الصالحین'' سے کون مراد ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ تمام نیک مسلمان میرے اہل بیت ہیں۔ ﴿مستدرک: ۵۹۸/۳﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بھی

آپ کی آل ہے۔ ﴿سنن کبریٰ:۲/۱۵۲﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ آل محمد ﷺ کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پرہیزگار آدمی آل محمد ہے۔ ﴿معجم صغیر:۱/۱۱۵﴾ بے شک حضور اکرم ﷺ سید الاولین والآخرین ہیں، آپ ﷺ کی اولاد آپ ﷺ کے نسب نور کی برکات سے نور ہے، گویا ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

یہ شعر برحق ہے، ایک امام برحق کے قلم سے نکلا ہے، اس کو ایک ہزار بار پڑھا جائے تو بھی کسی مسلمان کو تکلیف نہیں ہوگی، یارو! ایک ہزار بار پڑھنے کے بعد صرف ایک بار یہ حدیث بھی پڑھ دینی چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خلقت من نور الله والمومنون من نوری“ میں اللہ کے نور سے بنا ہوں اور تمام مومن، مسلمان میرے نور سے بنے ہیں۔ ﴿مکتوبات امام ربانی:۳/۱۲۲﴾ یہاں تو ثابت ہو رہا ہے کہ ”مومن مومن نور کا“ لیکن ان خطیبوں اور وعظ فروشوں کو یہ حدیث بیان کرنے کی توفیق نہیں، اقبال نے ضرور کہا ہے ؎

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
ترے صید زبوں فرشتہ و حور
کہ شاہین شہ لولاک ہے تو

اگر امت رسول بھی نور نہ ہوتی تو کبھی اس کی رشتہ داری آل رسول کے ساتھ نہ ہوتی، ایک پنڈی شاہ کا فرمان ہے کہ علی پاک رضی اللہ عنہ نے جام کوثر عطا کرنا ہے، ان سے نہ بگاڑنا، ہم کہتے ہیں کہ جناب بادشاہ! کون مسلمان علی پاک رضی اللہ عنہ سے بگڑ سکتا ہے، علی پاک رضی اللہ عنہ کا منکر تو منافق ہے، لیکن اسی طرح تمام صحابہ کرام ؓ کو تبرہ کرنے والا بھی کافر ہے، قرآن پاک نے صحابہ کرام ؓ کو رسول اللہ ﷺ کی کھیتی قرار دیا ہے، یہ کھیتی خوب پروان چڑھی ہے، اس کی شادابیوں کو دیکھ کر کفار جلتے ہیں، بتائیے! ”لیغیظ بھم الکفار“ سے کون مراد ہیں۔ ﴿سورۃ الفتح﴾ کبھی کبھار یہ پوری بات بھی اپنے مریدوں کو بتا دیا کریں، تصوف و طریقت کے میدان میں قدم رکھنے والے جانتے ہیں کہ اگر کوئی شیخ طریقت اپنے بیٹے اور اپنے مرید میں فرق کرے اور

دونوں کو ایک نظر سے نہ دیکھے تو سمجھنا چاہیے کہ ابھی اس شیخ طریقت کی طریقت میں کمی ہے، پھر رسول اللہ ﷺ جیسی بے مثال شخصیت کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ اپنی آل اور اپنی امت میں فرق رکھتے ہیں، انتہائی افسوسناک نظریہ ہے، ان لوگوں نے دوسرا پہلو پڑھا نہیں یا اپنے مذموم مقاصد کے تحت بیان نہیں کیا، اس میں نبوی تعلیمات کا کوئی قصور نہیں، مثلاً جس رسول برحق ﷺ نے فرمایا: حسین مجھ سے ہے، میں حسین سے ہوں، اس کو ایک ہزار بار پڑھا جائے، کیا اعتراض ہے، صرف ایک بار یہ بھی بیان کر دیا جائے کہ اسی رسول برحق ﷺ کا فرمان ہے: اسامہ کی تمام اولاد مجھ سے ہے اور میں ان سے ہوں، جلیب ایک غلام تھے، ان کے متعلق فرمایا: یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، بنوازد اور بنواشعر قبیلوں کے متعلق فرمایا: یہ قبیلے مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، اسی طرح ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت عباسؓ کے متعلق فرمایا: یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں بلکہ قرآن پاک نے تو بات ہی ختم فرمادی: ''فمن تبعنی فانہ منی'' تو جس نے میری پیروں کی وہ مجھ سے ہے، اب یہ کسی وعظ فروش اور خطابت سوز کا کردار ہے کہ وہ ان تمام حقائق کو یکسر نظر انداز کر کے اپنے خودساختہ جملوں اور فقروں سے امت رسول کو صراط مستقیم سے ہٹانا چاہتا ہے اور کسی ایرانی ایجنڈے پر عمل پیرا ہے، بے شک مولا علی پاک رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ولی ہیں، جو نہیں مانتا، بے ایمان ہے، کبھی کبھار یہ حدیث رسول بھی سنا دیا کرو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ولی اللہ تعالیٰ ہے اور نیکوکار مومن میرے ولی ہیں۔ ﴿صحیح بخاری: ۲/۸۸۶، صحیح مسلم: ۱/۱۱۵﴾

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں، کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
ہمسایہ جبریل امیں بندۂ مومن
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشان
چیتا نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و اسرافیل کا صیاد ہے مومن

گذشتہ تین چار دہائیوں سے جو ''محافل نعت'' کا سلسلہ شروع ہے، ان کی صدارت کرنے والے مخصوص پیر اور ان میں جھولیاں بھرنے والے نقیب، خطیب اور نعت خوان آج تفضیلیت اور رافضیت کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں، کوئی صحابہ کرامؓ کو بھگوڑا سمجھتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ جنگ احد سے ابوبکر و عمر بھی بھاگ گئے، کوئی صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو باغی اور طاغی قرار دیتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ اور مساجد بناؤ معاویہ کے نام کی تا کہ ان میں مولا علی کو گالیاں نکالی جائیں، کوئی کہتا ہے کہ معاویہ کا معنی ہے بھونکنے والا کتا، ہم پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نسب کریم میں ایک مقدس نام ہے ''کلاب'' یہ حضرت قصی کے والد کریم تھے، بتایئے اس نام کا کیا معنی ہے، یہ اس قسم کی گستاخی اور بے باکی کوئی سنی کہلانے والا مسلمان نہیں کرسکتا ہے، ایک پیر صاحب حضرت معاویہ کے گستاخ تھے، کہنے لگے: علی کا منکر جہنم میں جائے گا، ہم نے کہا: حضرت والا! منکر تو حضرت امیر معاویہ کا بھی جہنم میں جائیگا، آپ مولا علی کی بات کرتے ہیں، علی تو علی ہے ؂

علی کا بغض تو پہچان ہے منافق کی
علی کے عشق سے دل کی صفائی ہوتی ہے

اس سارے وحشتناک ماحول میں سواد اعظم کے سرکردہ افراد اور اساتذہ بالکل خاموش ہیں، چند لوگ مسلسل حق گوئی اور حق بیانی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، پچھلے دنوں امیر المجاہدین مولانا خادم حسین رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے مینار پاکستان کے سائے میں ان تفضیلیوں کو خوب للکارا ہے، کنز العلماء مولانا اشرف آصف جلالی دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اپنے بیانات میں خوب خبر لی ہے اور کنز العلماء ہونے کا حق ادا کیا ہے، پھر سید عرفان شاہ تو سید عرفان شاہ ہے، واقعی حجت الاسلام ہے، سنیوں کا بادشاہ ہے اور مسلسل حضرت شیر ربانی کی ننگی تلوار بن کر تفضیلیت، رافضیت، ناصبیت اور خارجیت پر برس رہا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس قسم کے تمام علمائے حق یکجان اور یک زبان ہو کر باطل پرستوں کے مقابلے پر نکل آئیں تو سواد اعظم کا وقار بحال ہوسکتا ہے، اکیلا اکیلا ستارا چمکے بھی تو کتنا اجالا ہوسکتا ہے، کاش یہ آسمانِ اہل سنت ثریا کی مانند اکٹھا چمکا کریں تا کہ حیران و پریشان قوم کو صبح نورانی کا سویرا نظر آسکے۔

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے:

پچھلے دنوں ایک اور ''مولانا'' استعماری طاقتوں کے ایما پر ملک عزیز پاکستان میں مذہبی اور سیاسی انقلاب لانے کے لیے ایک لشکر جرار لے کر سہراب گوٹھ کراچی سے روانہ ہوئے، جگہ جگہ قیام کیا، لنگر اڑائے، خوفناک بیانوں کے طوفان باندھے، ترک و تاز کرتے ہوئے ملتان اور لاہور کے میدانوں کو اپنے قدموں سے پامال کرتے ہوئے شہر اقتدار اسلام آباد کے پشاور چوک میں براجمان ہو گئے اور دن رات حکومت وقت کو للکارنے لگے، ہلا شیری دینے والوں نے بھی خوب تیل چھڑکا اور دھرنا تقریباً تیرہ روز پر محیط ہو گیا، ساتھ ساتھ مذاکرات بھی جاری رہے، بیک ڈور ڈپلومیسی کے کرتب بھی نمایاں ہوتے رہے، آخر چودھری برادران نے اپنی سیاسی فراست سے ''مولانا'' کے ارادوں کو زیر و زبر کر کے رکھ دیا اور آنجناب دھرنے کو پورے ملک میں پھیلانے کی بلکہ امن و امان کو برباد کرنے کی دھمکی دے کر نو دو گیارہ ہو گئے، بقول غالب ؔ

نکلنا خُلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

اس ''مولانا'' کی حرکات و سکنات نے تو پورے ملک عزیز کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے، جو لوگ پاکستان کے وجود کا انکار کرتے رہے، وہ پاکستان کو بچانے کے لیے آئے تھے، جن لوگوں کے مذہبی راہنماؤں نے بارگاہ رسالت کی ریکارڈ توڑ بے ادبیاں اور گستاخیاں کی، وہ ناموس رسالت کا پہرہ دینے کے لیے نکلے تھے، جن لوگوں نے پاک و ہند میں لبرل اور آزاد خیال قوتوں کا ساتھ دیا، وہ نظام اسلام نافذ کرنے چلے تھے، جن کا عقیدہ تھا کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو ان کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا اور اس مذموم عقیدے کی وجہ سے ۱۹۷۴ء کی قانون ساز اسمبلی میں شرمندگی بھی اٹھا چکے تھے، وہ اب ختم نبوت کا تحفظ کرنے نکلے ہیں، جنہوں نے ہمیشہ میلاد مصطفےٰ ﷺ جلوسوں، جلسوں، لنگروں، جھنڈوں اور نعروں کو حرام، ناجائز، گناہ، بدعت اور گمراہی قرار دیا، وہ اب حصول اقتدار کی حرص و ہوس میں یہ تمام کام کر گزرے، جلوس کراچی سے چلے اور اسلام آباد میں پہنچے

تو حلال، کسی گاؤں کے ایک محلے سے چلے اور دوسرے محلے میں پہنچے تو حرام، حلال و حرام کا یہ کیسا فلسفہ ہے، اب معاملہ حلال و حرام کا نہیں رہا، دیکھنا یہ ہے کہ کون ملاں کو راضی کر رہا ہے اور کون رسول اللہ ﷺ کو راضی کر رہا ہے، دوسری طرف اہل اقتدار کو بھی عقل و دانائی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، سب سے پہلے صحیح العقیدہ علماء کرام کو اپنے پاس بٹھا کر "ریاست مدینہ" کا صحیح تصور سیکھ لینا چاہیے، ریاست مدینہ میں صرف عدل و انصاف ہی نہیں تھا اور بہت سے لوازمات تھے جن کا اوپر سے لے کر نیچے تک کوئی شعور نہیں دکھائی دے رہا، آج کل کرتار پور کو سکھوں کا "مکہ و مدینہ" کہا جا رہا ہے، ہماری نظر میں اس طرح کی بے احتیاطی ایمان کو ضائع کر سکتی ہے، مکہ و مدینہ کے مقدس الفاظ کسی اور کے لیے استعمال نہیں کرنے چاہییں، اس رویے سے اہل اسلام کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، دنیا میں مکہ بھی ایک ہے اور مدینہ بھی ایک ہی ہے، اس قوم کے ساتھ اس قدر خیر خواہی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرنے سے پہلے ان کے ۱۹۴۷ء والے "احسانات و نوازشات" کو بھی گوشہ خیال میں اجاگر کر لیا جائے، شاہی قلعہ کے دروازے پر رنجیت سنگھ کا بہت بڑا مجسمہ نصب کر کے اسے شیر پنجاب کا لقب دیا گیا ہے تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس نے پنجاب کے مسلمانوں کا کس طرح قتل عام کیا تھا، سب کچھ ڈالر اور پونڈ ہی نہیں ہوتے، غیرت ایمانی بھی کسی چیز کا نام ہے، اللہ تعالیٰ نے اگر اقتدار کا موقع دیا ہے تو سیدھے سادھے انداز سے اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت کریں اور ملک و قوم کو گرداب سے نکالیں، ایسا موقع بار بار نہیں ملتا، مہنگائی کم کریں، لوگوں کی زندگی آسان بنائیں، سڑکوں، ڈیموں، درختوں، دریاؤں اور نہروں پر توجہ دیں، ریلوے کو مثالی بنائیں، ہسپتال ٹھیک کریں، سکول و کالج کو اسلامی رنگ میں رنگیں، نصاب کو ایک کریں، لوگوں کو روزگار فراہم کریں، کنٹینر والے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں، خواہ مخواہ ہر ایک سے ٹانگ اڑانے کی بجائے اپنی کارکردگی پر فوکس کریں، وزیروں اور مشیروں کو سمجھائیں کہ صرف بیان بازی سے حکومت نہیں چلتی، اپنے اداروں کا خیال رکھیں، قوم اب بھی امیدوں کے چراغ روشن کر کے کسی منزل مراد کی متلاشی ہے۔

❁❁❁

قسط نمبر 8

عقیدہ ختم نبوت پر قرآنی اسلوب

خواجہ غلام دستگیر فاروقی

اسلوب نمبر 8

اللہ جل مجدہٗ و عزثناءہٗ نے حضرت انسان کی تخلیق اور جناب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے کے ساتھ ہی انسان کی ہدایت کا بندوبست بھی کیا۔ پھر جیسے بحیثیت مجموعی نوع انسانی کے شعور نے ترقی کی۔ انسان کی ذہنی اور فکری سطح بلند ہوئی ویسے ہی ہدایت کے اندر بھی ارتقاء ہوتا چلا گیا۔ ظاہر ہے اگر بچہ پرائمری کا سٹوڈنٹ ہے ہم اس کی تعلیم کے لیے ایم اے یا پی ایچ ڈی ٹیچر رکھ دیں تو وہ اُسے ایم اے یا پی ایچ ڈی کی تعلیم تو نہیں دے گا، ایم اے یا پی ایچ ڈی کا نصاب تو نہیں پڑھائے گا وجہ یہ کہ بچہ ابھی عہد طفولیت میں ہے اسی طرح نوع انسانی جب تک عہد طفولیت میں تھی ہدایات آتی رہیں۔ آیات ملاحظہ ہو۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ:38)

ترجمہ: ''ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔''

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى ۙ۬ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى (طٰہٰ:123)

ترجمہ: ''فرمایا کہ دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔ تم میں بعض بعض کے دشمن (ہوں گے) پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں پڑے گا۔''

جب تک نوع انسانی اپنے شعور، فلسطیانہ فکر اور ذہن وشعور کی ارتقائی منازل کے اعتبار سے پختہ Mature نہیں ہوگئی تو ہدایت آتی رہیں، اس طرح کرو اس طرح نہ کرو، یہ کرو اور یہ نہ کرو

لیکن جب نسل انسانی عقل وشعور کے اعتبار سے مکمل بلوغت کو پہنچ گئی تو اب ہدایت کاملہ عطا کردی گئی۔ ملاحظہ ہو:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبہ:33)

ترجمہ:"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔"

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (الفتح:28)

ترجمہ:"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔"

قارئین! غور فرمائیں کہ جب تک پیغمبر اسلام رسول معظم، نبی محتشم ﷺ مبعوث نہیں ہوئے تو طرز بیان کچھ یوں تھا کہ "نور"، "ہدایات" آئیں گیں پہلی کتابوں کے لیے بھی یہی لفظ استعمال ہوتا رہا جیسے

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ:44)

ترجمہ:"بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق انبیاء جو (اللہ کے) فرمانبردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں اور مشائخ اور علماء بھی کیوں کہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے) (یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے) تو تم لوگوں سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لینا اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔"

وَقَفَّیْنَا عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ص

وَاٰتَیۡنٰهُ الۡاِنۡجِیۡلَ فِیۡهِ هُدًی وَّنُوۡرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡهِ مِنَ التَّوۡرٰةِ وَهُدًی وَّمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (المائدہ:46)

ترجمہ: ''اور ان پیغمبروں کے بعد انہیں کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے پہلے کی (کتاب) ہے تصدیق کرتی ہے اور پرہیز گاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے۔''

لفظ ''هُدًی'' غور طلب ہے پہلے انبیاء کو بھی ''هُدًی'' سے اور پہلی کتابوں کو بھی ''هُدًی'' کہا جاتا رہا لیکن نبی آخر الزمان رسول کل عالمین ﷺ کی باری آئی تو اسلوب بدل گیا فرمایا وہ دور تھا جب ''هُدًی'' کا لفظ استعمال ہوتا رہا اب چونکہ سلسلہ انبیاء ختم ہو چکا اب انسان عقل وفکر کے تمام مراتب طے کر چکا ہے اب ''هُدًی'' نہیں اب ہدایت کی تکمیل ہو گئی لٰہذا اب ''هُدًی'' نہیں رہی بلکہ ''اَلۡهُدٰی'' The final Guidance فرمایا اب نبی آخر الزمان کو ہم نے ''الہدیٰ'' اور دین حق عطا فرما دیا۔ کیوں محبوب کو یہ دو چیزیں دے کر بھیجا؟ ''لیظھرہ علی الدین کُلّہٖ'' تا کہ اب اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے آپ نے غور کیا وہ ہدایات جو حضرت آدم علیہ السلام سے چلی تھیں اب حضور ﷺ پر آ کر ہدایت کاملہ بن گئی۔ اب کسی ہدایت، کسی دین کی چنداں حاجت نہ رہی تو اب اعلان فرما دیا۔

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَةٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (المائدہ:3)

ترجمہ: ''آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اب ہدایت بھی کامل و مکمل ہو گئی، اہل حق کی بھی تکمیل ہو گئی۔ یہ دونوں چیزیں حضور ﷺ پر اپنے عروج اور نقطۂ کمال کو پہنچ گئیں۔ جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے عطا کرنا تھا وحی، دین کے ذریعے مکمل ہو گیا۔ ہر چیز کامل و مکمل ہو کر قیامت تک کے لیے نبی رحمت ﷺ کو دے دی گئی تو اب آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی، نئی امت، نئے دین اور نئی کتاب کی بھی بالکل کوئی ضرورت نہیں۔

فتنہ قادیانیت کا اجمالی تعارف اور حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخی خدمات

صادق علی زاہد (ننکانہ صاحب)

قادیانی گروہ کا دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ گروہ کفر وشرک پر مبنی لاتعداد عقائد و نظریات کا حامل ایک گمراہ ٹولہ ہے۔ مگر عامۃ المسلمین اپنی کم علمی اور بے خبری کی وجہ سے ان کے ساتھ کھلا میل جول اور باہمی تعلقات رکھنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ اسلام دشمن طاقتوں کے لامحدود مالی تعاون کے بل بوتے پر یہ گمراہ فرقہ نوجوان مسلمان نسل کو ورغلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔

اس فتنہ کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی، ہندوستانی پنجاب کے ضلع گورداسپور، تحصیل بٹالہ کے ایک گاؤں ''قادیان'' میں پیدا ہوا۔ مرزا قادیانی کے باپ کا نام غلام مرتضی تھا۔ اور ماں کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی تھا۔ اپنے خاندانی حالات بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے اپنی قوم پہلے مغل برلاس، پھر فارسی النسل بیان کی۔ بعد ازاں اسرائیلی اور فاطمی بن بیٹھا۔ اخیر عمر میں خود کو چینی الاصل ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ مرزا قایانی لکھتا ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ میں سولہ یا سترہ برس کا تھا۔ (خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷)۔ اپنی پیدائش کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ ''تریاق القلوب'' میں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا......اور میرا سر اُس کے پاؤں میں تھا'' اپنی تصنیف ''کتاب البریہ'' کے صفحات 162، 163 پر مرزا قادیانی نے اپنے کئی اساتذہ کے نام لکھے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنے والد کے ساتھ مل کر عزیز واقارب کے خلاف مقدمہ بازی میں مشغول رہا۔ اور بہت سا وقت ضائع کیا۔

قادیانی سیرت نگاروں کے مطابق مرزا قادیانی بچپن میں چڑیاں پکڑنے اور انہیں سر کنڈوں سے ذبح کرنے کا شوقین تھا۔ قادیان کے چھپڑ میں تیراکی سے دل بہلانا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اکثر جوتا الٹا پہنا کرتا تھا۔ چابیاں ریشمی ازار بند کے ساتھ باندھ کر رکھتا جو چلتے ہوئے چھن چھن کی آواز پیدا کرتیں۔ اوپر والے کاج میں نیچے والا بٹن اور نیچے والے کاج میں اوپر والا بٹن لگاتا۔ جرابیں بھی

الٹی پہنتا یعنی ایڑی والا حصہ اوپر ہوتا۔ پسندیدہ بیٹھنے کی جگہ پاخانہ کیلئے استعمال ہونے والا کمرہ تھا جہاں کنڈی لگا کر دو، تین گھنٹے بیٹھا رہتا تھا۔ (میں کوئی الزام نہیں لگا رہا اور نہ ہی اپنے الفاظ میں اس کی کردار کشی کر رہا ہوں۔ بلکہ یہ سب کچھ قادیانی لٹریچر میں انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے)

آوارہ گردی اور فضول خرچی مرزا قادیانی کی طبیعت میں اوائل عمری سے ہی غالب تھی۔ اس کا سیرت نگار بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے، سیرت المہدی جلد اول صفحہ 34 پر اپنی والدہ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ اپنی جوانی کے زمانے میں مرزا قادیانی اپنے والد کی پنشن مبلغ 700 روپے وصول کرنے گیا تو اِدھر اُدھر پھر کر سارا روپیہ فضول خرچیوں میں اُڑا کر ختم کر دیا۔

دورانِ ملازمت قانون کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مختاری کا امتحان دیا مگر امتحان میں کامیاب نہ ہوا اور منشی سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اسی دوران انگریزی ڈپٹی کمشنر کے توسط سے مسیحی مشن کے ایک اہم اور ذمہ دار پادری ریونڈ بٹلر نے ڈی سی آفس سیالکوٹ میں مرزا قادیانی سے ملاقات کی۔ اس ملاقات اور مک مکا کے بعد مرزا قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان چلا گیا۔ اور پھر بغیر مرسل کے پتہ کے اُسے منی آرڈر ملنے شروع ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو ہوا دی، بحث و مباحثہ، اشتہار بازی اور کفر وارتداد پر مبنی تحریروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ 1879-80 میں اس نے اعلان کیا کہ وہ حقانیتِ اِسلام پر ایک ایسی کتاب لکھ رہا ہے جو پچاس حصوں پر مشتمل ہو گی۔ لہٰذا اس کتاب کی خریداری کے خواہش مند تمام مسلمان اس کی طباعت و اشاعت کیلئے پیشگی قیمت ارسال کریں۔ بہت سے لوگوں نے پچاس حصوں کی قیمت پیشگی بھجوا دی۔ اس نے ''براہین احمدیہ'' کے نام سے یہ کتاب لکھی۔ پانچ حصے مکمل ہونے پر یہ اعلان کر دیا: ''چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لئے پانچ حصوں سے پچاس کا وعدہ پورا ہو گیا۔''

مرزا قادیانی نے سینکڑوں دعوے کئے۔ اس نے بتدریج خادم اسلام، مبلغ اسلام، محدث و مجدد، مہدی، مثیل مسیح، ظلی و بروزی نبی، مستقل نبی ورسول، سب انبیاء سے افضل حتیٰ کہ خدائی تک کا دعویٰ کیا۔ یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ، گہری چال اور ''پیچ میں پھسانے کے طریقے سے'' خطرناک سازش کے تحت کیا۔ حقیقت میں تو نبی، مہدی، مسیح، مجدد، عالم فاضل ہونا تو دور کی بات ہے مرزا قادیانی انسان بھی نہ تھا۔ خود ایک شعر میں کہتا ہے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

مرزا قادیانی کی پہلی شادی حرمت بی بی سے ہوئی جسے لوگ ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے۔ جس سے دولڑکے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد پیدا ہوئے۔ دونوں بیٹے اور پہلی بیوی عقیدتاً اس کے مخالف رہے اسی وجہ سے اُس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ پھر پچاس سال کی عمر میں سولہ سترہ سال کی دوشیزہ نصرت جہاں بیگم سے دوسری شادی کرلی۔ بقول مرزا قادیانی دوسری شادی کے وقت وہ شادی کے قابل نہ تھا۔ جبکہ نصرت جہاں بیگم ایک ماڈرن لڑکی تھی۔ مرزا قادیانی اپنی کتب وخطوط میں اپنے دائمی مرض کی وجہ سے بیوی کے پاس جانے کے قابل نہ ہونے اور نامرد ہونے کا بار بار اظہار کرتا ہے۔ اس کے باوجود اس کی دوسری بیوی نے کثرت سے اولاد پیدا کی۔ جن کی تعداد دس تھی۔ مرزا قادیانی اپنی تمام تر خباثتوں اور باطل دعووں سمیت ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہوکر 26 مئی 1908ء کو احمد یہ بلڈنگز برانڈرتھ روڈ لاہور میں مرا۔ بوقت موت منہ سے غلاظت اور مقعد سے پاخانے بہہ رہے تھے۔ ہیضے کی وجہ سے مرنے کی بنا پر مسافر ریل گاڑی میں اس کی لاش کو بک کرنے سے انکار کردیا گیا تو مال گاڑی میں ڈال کر لاش قادیان پہنچائی گئی۔

مرزا قادیانی سینکڑوں دعوے کرکے تمام مدعیان نبوت سے کفرو دجل میں سبقت لے گیا۔ دعووں کی کثرت کی وجہ سے مرزائی گروہ بھی تعین نہیں کرسکا کہ وہ کیا چیز ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ مرزا قادیانی مجدد زماں یا امام دوراں یا مہدی زماں ہونے کا دعوے دار تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوے دار تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ لغوی یا مجازی یا بروزی یا ظلی نبی ہونے کا دعوے دار تھا اور کوئی کہتا ہے کہ مرزا قادیانی غیر تشریعی نبی تھا اور کوئی اسے صاحب شریعت اور مستقل نبی مانتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے رگ وریشے پر شیطان کی حکمرانی تھی۔ اُس کا دماغ ابلیسی سازشوں کا ہیڈ کوارٹر اور اس کا دل کفروارتداد کا اندھا کنواں تھا۔ اس کی زبان گالیوں اور گستاخیوں کی مشین گن تھی۔ یہ شخص شراب وافیون کا رسیا تھا۔ زنا جیسے فعل شنیع کا عادی تھا۔ جاہل مطلق اور مخبوط الحواس تھا۔ بے ہودہ شاعری کرنا اس کا شوق تھا۔ جھوٹ بولنا اور فراڈ کے ذریعہ لوگوں سے رقم حاصل کرنا اس کی سرشت میں داخل تھا۔ چور اور لٹیرا تھا۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کا غدار، یہود ونصاری کا پالتو اور انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔

محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کی عظیم مذہبی وعلمی شخصیت تھے۔ آپ نے کم عمری میں ہی قرآن پاک حفظ کرلیا۔ بچپن ہی سے آپ کو اتباع شریعت کی فکر دامنگیر رہتی۔ جس عمر میں بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی اس عمر میں آپ پابند صلوٰۃ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظ حدیث بھی تھے۔ آپ برصغیر

کے اُن علماء کی صفِ اول میں شامل ہیں جنہوں نے قادیانیت کو اس کی پیدائش کے دن سے ہی للکارنا اور پچھاڑنا شروع کر دیا تھا۔

گمراہ و باطل فرقوں کا رد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا اہم مشن تھا خصوصاً قادیانیت و بانیٔ قادیانیت کو تو آپ آڑے ہاتھوں لیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر مولنا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں جو کوششیں حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیں وہ تاریخ کا ایک اہم باب ہیں آپ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بارہا مرزا قادیانی کو للکارا مگر وہ راہِ فرار اختیار کرتا رہا۔ بالآخر حضرت قدس سرہ العزیز کی بددعا کے نتیجہ میں لقمہء اجل بنا۔ آپ اکثر ارشاد فرماتے کہ ''دوسری نئی چیزوں کے اختیار میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن دین اپناؤ ہی پرانا رکھو۔''

۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی لاہور میں وارد ہوا تو اپنا دامِ فریب بھی پھیلانے لگا۔ ان کے ساتھیوں نے لاہور شہر کے مختلف گوشوں میں تبلیغی کام شروع کر دیا تو اہالیان لاہور نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرزائیت کی بیخ کنی کی درخواست کی۔ آپ لاہور تشریف لائے اور آتے ہی برانڈرتھ روڈ پر مرزا قادیانی کی قیام گاہ کے سامنے اسٹیج قائم کیا۔ اس جگہ کئی روز تک مجالسِ وعظ و تقریر ہوتی رہیں اور معتقداتِ مرزائیت کی تردید کی جاتی رہی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مقامی علماء کے علاوہ بہت سے بیرونی علماء کو بھی مدعو کر کے مرزائیت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ان جلسوں سے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی (ف ۱۹۲۰ء) مولانا پروفیسر اصغر علی روحیؔ (۱۹۵۴ء) جیسے مشہور زمانہ علماء کے علاوہ حضرت امیر ملت قدس سرہ کے خلفاء مثلاً حضرت مولنا محمد حسین قصوری (ف ۱۹۲۷ء) مولانا امام الدین رائے پوری (ف ۱۹۵۲ء) مولنا محمد شریف کوٹلوی (ف ۱۹۵۱ء) مولانا نور الحسن سیالکوٹی (ف ۱۹۵۵ء) مولانا پیر خیر شاہ امرتسری (ف ۱۹۲۰ء) اور مولانا غلام احمد اخگر امرتسری (ف ۱۹۲۷ء) خطاب فرماتے تھے۔

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آ کر اپنی صداقت کا ثبوت دینے کی دعوت دی اور پانچ ہزار روپے کے انعام کا اعلان بھی فرمایا لیکن مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آنے کی سکت نہ تھی، لہٰذا نہ آسکا۔ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کے جلسہ میں لاہور و بیرون لاہور کے ہزاروں مسلمانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: ''ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے میں نہیں آئے گا

کیونکہ میرا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سچا ہے۔ اور میں صدق دل سے اس سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا"۔ یہ پیش گوئی آپ نے رات دس بجے فرمائی اور ۲۶ مئی کو صبح دس بجکر دس منٹ پر مرزا جی آنجہانی ہو گئے۔ مولانا رومؔ نے سچ فرمایا ہے۔؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقومِ عبداللہ بُود

مرزا قادیانی کی ہلاکت کے بعد بھی حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ ردِ مرزائیت میں جوش وخروش سے سرگرم عمل رہے اور دلائل قاہرہ سے ختم نبوت کے مسئلے کو ثابت فرماتے رہے۔ مرزائیوں نے بوکھلا کر آپ کے خلاف ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر کے اعلائے کلمۃ الحق سے باز رکھنے کی سعیٔ نامشکور کی مگر نہ تو آپ پریشان ہوئے اور نہ ہی آپ کی سرگرمیوں میں سرِ مو فرق آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نصرت وکامیابی آپ کے شاملِ حال رہی۔

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے موقعہ پر اپنے صدارتی خطبے میں بھی مرزائیت پر ضربِ کاری لگائی تھی۔ اس اجلاس میں مرزائیوں کے خلاف درج ذیل قرارداد منظور کروائی ہے۔

"یہ اجلاسِ عام جو سات کروڑ مسلمانانِ ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علمائے اہلسنت و جماعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ "حکومت افغانستان" کا اہلاکِ قادیانیاں مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مخالفانہ آواز صریح مذہبی مداخلت ہوگی جس کو مسلمان کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہئے"۔ (ماہنامہ "اشرفی" کچھوچھہ شریف (انڈیا) بابت مئی ۱۹۲۵ء ص ۲۰، ماہنامہ "ترجمان اہلسنت کراچی" "سنی کانفرنس ملتان نمبر" ص ۶۸-۶۷۔)

حضرت امیر ملت قدس سرہ تادمِ واپسیں مرزائیت کی تردید میں ہمہ وقت مشغول رہے۔ ۱۹۵۱ء میں آپ کی رحلت ہوئی اور ۱۹۵۳ء میں ملکی سطح پر تحریک ختم نبوت چلی۔ اس تحریک میں آپ کے فرزند اکبر اور سجادہ نشین اول سراج الملت حضرت پیر سید حافظ محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۹۶۱ء) سب سے چھوٹے صاحبزادے شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۹۷۸ء) اور جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۹۸۰ء) نے بھرپور کردار ادا کیا۔

ختم نبوت قرآن و حدیث، اجماع امت اور عقل کی روشنی میں

صاحبزادہ محمد عثمان شرفی (شکر گڑھ)

عقیدہ ختم نبوت عقیدہ رسالت کا ایک جز ہے جس طرح ایمان کی تکمیل کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول برحق ماننا ضروری ہے اس طرح آپ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا بھی ضروری ہے جو شخص سرور کائنات ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو مگر آپ کو خاتم النبیین نہ مانتا ہو آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کی آمد کا قائل ہو تو ایسا شخص کلمہ پر قائم ہونے کے باوجود دائرہ اسلام سے خارج ہے ایسا شخص مرتد اور کافر ہے قادیانی خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر بیان کر کے کہتے ہیں کہ اب آپ کے بعد جتنے بھی انبیاء آئیں گے وہ آپ کی مہر لگ کر نبی بنے گیں لیکن قرآن و حدیث، اجماع امت اور عربی لغات اس معنی کو مسترد کرتے ہیں چونکہ یہ مسئلہ امت مسلمہ کے نزدیک متفقہ ہے اور اس پر قرآن و حدیث اور اقوال علماء امت کی صراحت موجود ہے اور عقل بھی اس کے متقاضی ہے کہ نبوت کا دروازہ نبی کریم ﷺ کے بعد بند ہونا چاہیے لہٰذا ہم اسے قارئین کی نظر کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ترجمہ: ”کہ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے“ (سورۃ الاحزاب: 40) آیت کریمہ کے شان نزول پر ایک نظر ڈالیں تاکہ زیر بحث مسئلہ اچھی طرح سمجھ آجائے آیت مذکورہ اس سے ملی ہوئی اوپر کی تین آیتیں نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اعتراض کی جڑ کاٹنے کے لیے نازل ہوئیں تھیں جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق دے دی اور تکمیل عدت کے بعد رسول اکرم ﷺ کے خلاف طعن و تشنیع اور بہتان طرازی کی مہم چلانے لگے اہل ایمان کو ان کی اس مہم کے اثرات سے زیادہ متاثر ہونے سے محفوظ رکھنے اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب کیلئے مذکورہ آیت اور اس سے متصل اوپر کی تین آیتیں نازل ہوئیں آیت مذکورہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سمجھ آئی ہے کہ نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر مخالفین کے دو اعتراض تھے۔

۱۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کیا حالانکہ بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرنا خود ان کی شریعت میں جائز نہیں

۲۔ اگر منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے تو کیا ضروری تھا کہ اس سے نکاح کیا جاتا پہلے اعتراض کا جواب رب العزت کی لاریب کتاب قرآن مجید میں ہے کہ محمد تم مردوں میں کسی کے باپ نہیں'' یعنی جس شخص کی مطلقہ سے نکاح کیا ہے وہ ان کا بیٹا کب تھا؟ کہ اس کی مطلقہ سے نکاح جائز نہ ہوتا۔

دوسرے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا''لیکن وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں''یعنی جس چیز کو تمہارے معاشرے نے حرام ٹھہرالیا ہے رسول کا فریضہ ہے کہ وہ اسے عمل میں لاکر بتادے کہ وہ فعل حرام نہیں بلکہ حلال ہے اور پھر مزید تاکید کی اور کہا گیا اور خاتم النبیین ہیں؛ یعنی اب ان کے بعد کوئی رسول تو درکنار کوئی نبی بھی آنے والا نہیں ہے کہ وہ اس رسم کو مٹائے۔ اس لیے آپ کیلئے یہ ضروری ہوگیا کہ آپ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کر کے یہ بتادیں کہ جس فعل کو تمہارے معاشرے نے حرام ٹھہرالیا ہے وہ حرام نہیں بلکہ حلال ہے اسی پس منظر میں آیت 37 تا 40 نازل ہوئیں۔ آئندہ سطور میں ہم مذکورہ آیت کے تحت چند مفسرین کے اقوال نقل کریں گے۔

حدیث پاک کی صراحت

قرآن پاک کے بعد دوسرا اہم درجہ حدیث کا ہے چند احادیث نقل کی جارہی ہیں ان سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ باب نبوت بند ہو چکا ہے اور آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں:

۱۔ بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے جب کوئی نبی پردہ فرمالیتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔(صحیح بخاری)

۲۔ بس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا (صحیح مسلم)

۳۔ میرے ذریعے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا (ابوداؤد شریف)

۴۔ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا میرے بعد اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی (جامع ترمذی)

۵۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو (ابن ماجہ)

۶۔ میرے بعد کوئی نبوت نہیں (ابوداؤد شریف)

۷۔ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعوی کرے گا

حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (ابوداؤد شریف)

۸۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے (جامع ترمذی)

اجماع صحابہ

قرآن وحدیث کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجماع کی ہے رسول اکرم ﷺ کے بظاہر پردہ فرما جانے کے بعد چند سرپھروں کے دماغ میں نبوت کا سودا سمایا تھا چنانچہ ان مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوج روانہ کی اور لشکر اسلامی ان مدعیان نبوت کے فتنے کا مکمل استیصال کرنے کے بعد مدینہ واپس آیا۔ معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں بعض مدعیان نبوت پیدا ہو گئے تھے مسیلمہ کذاب نے اسی زمانے میں نبوت کا دعوی کیا تھا لیکن آپ کی زندگی میں یہ آواز صوت صداقت کے سامنے نہ ابھر سکی پھر آپ کی وفات کے بعد اور بہت سے حوصلہ مندوں کے دماغ میں یہ سودا سما گیا چنانچہ اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد کئی مدعیان نبوت پیدا ہو گئے مرد تو مرد عورتیں تک اس خبط میں مبتلا ہو گئیں چنانچہ قبیلہ تمیم کی سجاح بنت خویلد بھی نبوت کی دعوے دار بن گئی اور مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی موتہ کی مہم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان جھوٹے نبیوں کے استیصال کی طرف توجہ فرمائی مسیلمہ کی مہم حضرت شرجیل حسنہ کے سپرد ہوئی حضرت عکرمہ ان کی مدد پر مامور ہوئے خالد بن ولید طلیحہ بن خویلد کی طرف بڑھے اور طلیحہ اور اس کے متبعین کو قتل وگرفتار کر کے تیس کے قریب قیدیوں کو مدینہ روانہ کیا۔ (تاریخ اسلام ج ۱، ص ۱۳)

اس سلسلے میں خاص طور پر مسیلمہ کذاب کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ وہ نبوت محمدی میں شرکت کا دعوی کیا کرتا تھا لیکن اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر فوج کشی کی اور صحابہ کی ایک جماعت نے اس سے جہاد کیا بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ مسیلمہ پر بغاوت کے جرم میں تادیبی کارروائی کے لیے لشکر کشی کی گئی تھی ان کا یہ کہنا جہالت پر مبنی ہے کیونکہ اسلامی قانون کی روشنی میں اگر مسلمان باغیوں سے جنگ کی نوبت آجائے تو اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جاتے ہیں حتی کہ ذمی باغی بھی اگر قید کر لیے جائیں تو انہیں غلام نہیں بنایا جا سکتا لیکن مسیلمہ کذاب کے جنگجو ساتھیوں کی عورتیں جب گرفتار ہوئی تو وہ بحیثیت لونڈی بارگاہ صدیقی میں حاضر کی گئی انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علی کے حصہ میں آئی جن کے بطن سے اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے تو معلوم یہ ہوا کہ مسیلمہ سے جو جنگ کی گئی وہ بغاوت کے جرم میں نہیں بلکہ دعوی نبوت کے جرم میں تھی۔

اقوال مفسرین

اجماع صحابہ کے بعد چوتھے نمبر پر جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ علماء امت کا اجماع ہے اس لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں تمام علمائے امت کا اس امر پر اتفاق رہا ہے رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے اس سلسلے میں زیر بحث آیت کریمہ کے تحت مفسرین کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ اللہ نے آپ کے ذریعے نبوت ختم کی بس آپ انبیاء کے خاتم ہیں (تفسیر معالم التنزیل، ج ۳)

۲۔ اس سلسلہ بیان میں خاتم النبیین اس لیے فرمایا کہ جس نبی کے بعد دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا اسے پورا کر سکتا ہے مگر جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے کیونکہ اس کی مثال اس باپ کی ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی و سرپرست اس کے بعد نہیں ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۶، امام رازی)

۳۔ آپ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جن پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر کر دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نزول ہونا ختم نبوت میں قادح نہیں ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے۔ (قاضی بیضاوی تفسیر انوار التنزیل ج ۴)

۴۔ خاتم النبیین یعنی آپ سب میں آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔

(علامہ نسفی، تفسیر مدارک)

۵۔ خاتم النبیّین یعنی اللہ نے آپ پر نبوت ختم کر دی اب نہ آپ کے بعد کوئی نبوت ہے اور نہ آپ کے ساتھ کوئی ان میں شریک ہے۔ (علامہ علاء الدین بغدادی، تفسیر خازن)

۶۔ و کان اللہ بکل شئی ء علیما یعنی اللہ جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔

(علامہ جلال الدین سیوطی، تفسیر جلالین)

۷۔ اہلسنت و جماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا: "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لا نبی بعدی" اب جو کہیں ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی ہے اس شخص کی بھی تکفیر کی جائے جو اس میں شک کرے کیونکہ حجت نے حق کو باطل سے تمیز کر دیا ہے اور جو شخص محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرے اس کا دعوی

باطل کے سوا کچھ اور ہو نہیں سکتا۔ (شیخ اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان)

عقلی دلائل

نبوت کوئی ایسی صفت نہیں کہ اسے عبادت و ریاضت کے ذریعے حاصل کیا جائے بلکہ یہ ایک خاص منصب ہے جس پر خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی کو فائز کرتا ہے وہ ضرورت جب متقاضی ہوتی ہے تو ایک نبی کو اس کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے اور جب ضرورت داعی نہیں ہوتی تو خواہ مخواہ انبیاء نہیں بھیجے جاتے جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں۔

پہلی حالت یہ ہے کہ کسی قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب اس قوم میں کوئی نبی نہ آیا ہو یا دوسرے نبی کی تعلیمات اس قوم تک نہ پہنچی ہو دوسری حالت یہ ہے کہ پہلے نبی کی تعلیم بھلادی گئی ہو یا اس میں تحریف کردی گئی ہو تیسری حالت یہ ہے کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم ہدایت نہ دی گئی ہو اور تکمیل دین کے لئے مزید انبیاء کی ضرورت ہو چوتھی حالت یہ ہے کہ کسی ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے دوسرے نبی کو مامور کیا گیا ہو قرآن خود کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ساری دنیا کا نبی بنا کر مبعوث کیا گیا ہے اور دنیا کی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ کی بعثت سے لے کر اب تک مسلسل ایسے حالات رہے کہ آپ کی تعلیم ہر قوم تک پہنچائی جاتی رہی قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور سیرت النبی کا مکمل ریکارڈ اس کی گواہی دے رہا ہے کہ آپ کی لائی ہوئی تعلیمات میں کوئی تحریف نہیں ہوئی پھر قرآن یہ بھی کہہ رہا ہے کہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے لہذا دین کی تکمیل کے لیے اب کسی نئے نبی کی کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے اب رہ گئی چوتھی حالت تو اگر اس کے لئے بھی کسی نبی کی ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ کے زمانے میں مبعوث ہوتا ظاہر ہے کہ جب وہ مبعوث نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہو گئی لہذا اب کسی نئے نبی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔

خلاصہ

قرآن حدیث اجماع صحابہ اور اقوال علمائے امت کی روشنی میں یہ اچھی طرح واضح ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد باب نبوت بند ہو چکا اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اگر آپ کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے تو ایسے شخص اور ان کے ماننے والوں کی تکفیر کی جائے گی جیسا کہ دور صحابہ میں دعوائے نبوت کرنے والوں اور ان کے متبعین کی تکفیر کی گئی اور ان سے جہاد کیا گیا۔

معراجِ مصطفی ﷺ

حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ﴾ (الاسراء:۱)

''پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو تھوڑی سی رات میں، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکت دی ہے تاکہ دکھائیں بندہ کو اپنی نشانیاں، بے شک وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

قرآنِ کریم کی یہ دوسطریں ہیں کہ تیرہ سو برس سے ہر قرن وصدی میں تفسیریں لکھی گئیں، مجلد کے مجلد تیار ہوگئے، مگر سچ یہ ہے کہ حقِ تفسیر ادا نہ ہوسکا۔

اعجازِ قرآن دیکھو! کہ واقعہ کی تصویر کشی، مخالفین کی نکتہ چینی کا دندان شکن جواب، موقع، اہتمام وغیرہ، کثیر مضامین کو جن کے لیے ہمیں دفتر بھی کافی نہیں، چند لفظوں میں کہہ سنایا۔

آیئے! اور اس ازلی کلام کو دیکھیے، جس میں دوسطروں نے ہم کو دفاتر سے مستغنی کر دیا ہے اور روحانیت بھرے دلائل سے واقعہ کی صورت کو عیاں فرما دیا ہے۔ فرمایا:

﴿سُبۡحٰنَ﴾ یعنی پاک ہے۔

اللہ اللہ! کیا شانِ اعجازِ قرآن ہے کہ مولا تبارک وتعالیٰ کے تمام صفات کمالیہ سے منتخب فرما کر، یہاں لفظِ سُبۡحٰنَ فرمایا گیا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ مسئلۂ معراج پر تقریر کرنے سے پہلے اس مضمون کا عنوان ''سُبۡحٰنَ'' قرار پایا ہے۔

بات یہ ہے کہ ''سُبۡحٰنَ'' کا مادہ عربی قاعدہ سے 'س، ب، ح' ہے اور لغت میں اس کے معنی میں تیز رفتاری داخل ہے۔ اہل عرب 'سبح، سبوحا' اس وقت کہتے ہیں کہ جب گھوڑا

تیزی سے دوڑتا ہوا نکل جائے۔

''سُبۡحٰنَ'' کی سرخی نے بتادیا کہ آئندہ جو مضامین بیان ہوں گے ان میں کسی خاص تیز رفتاری کا ذکر ہوگا۔ اسی مقام پر بیان کی جانے والی تیز رفتاری کے امکان کا سوال پیدا ہوتا ہے، لہٰذا فرمایا:

﴿الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی﴾ یعنی جو لے گیا۔

لفظ 'لے گیا' کے لیے عربی میں 'اذھب اور ذھب' کثیر الاستعمال ہے اور قرآن کریم میں جا بجا یہ لفظ آیا ہے، لیکن اس کو ترک فرما کر لفظ 'اَسۡرٰی' اس جگہ پر فرمایا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ 'اَسۡرٰی' اور 'اذھاب' یا 'ذھاب' میں ایک باریک لغوی فرق ہے، یعنی اگر لے جانے والا خود بھی ساتھ ہے تو 'اَسۡرٰی' کہا جاتا ہے اور 'اذھاب' وغیرہ میں یہ ضروری نہیں۔ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ سفر معراج میں قدرت کی زبردست طاقت ہمراہ تھی اور لے جانے والا، جانے والے کے ساتھ تھا۔

اگر تم قدرت کی زبردست آزادی اور اس کے نت نئے نرالے جلوے اور انوکھے مظاہرے کو جانتے بوجھتے محسوس کرتے ہو تو بلاشبہ تیزی رفتاری کے مسئلہ کا امکان بلکہ وقوع اسی ایک لفظ سے ہو گیا، ورنہ مجھے اجازت دی جائے کہ آپ کو کسی مشہور ڈاکٹر یا تجربہ کار حکیم کے پاس جانے کا مشورہ دوں۔ کیا دنیا میں ایسا کوئی بھی عقل مند انسان ہے کہ کمزور انسان سے امید رکھتے ہوئے (کہ موجودہ تیز رفتار چیزوں سے زیادہ تیز رفتار چیز بھی بنا سکتا ہے) قدرت کو ایسا معاذ اللہ لولا لنگڑا سمجھتا ہے کہ اس سے غیر معمولی رفتارگی سے مایوس ہے؟ اگر کوئی ایسا ہے تو مجھے اس کو انسان کہنے میں بہت تکلف ہے۔

مسئلہ وقوع تیز رفتاری کے کامل حل کے لیے تین باتوں کی ضرورت ہے:

اول:

معلوم ہو جائے کہ تیز رفتار کون ہے؟ بترتیب بتایا گیا ہے کہ 'بعبدہ' اپنے بندے کو۔ آؤ! آؤ! روحانی معراج کے سرمایہ داروں کا جائزہ لو اور دیکھو کہ قرآن ان کو کتنے پانی میں بتاتا ہے؟ پوچھو اور ہاں ہاں ضرور پوچھو کہ 'عبد' کس کو کہتے ہیں؟ کیا بندہ سے مراد روح ہے؟ ہاں نہ کہنا، ورنہ تمہارا نوکر ہر کام میں کہہ دے دے گا کہ بندہ نواز! روح بازار میں کام کرنے گئی ہے،

میرا جسم خدمت نہیں کر سکتا، بندہ نے نوکری تو کی ہے مگر آپ تو خود کہتے ہیں کہ بندہ روح کا نام ہے۔ پھر کیا جسم لفظ بندہ سے مراد ہے؟ ہرگز نہیں، ورنہ موت کے بعد بھی نعش سے مالک کام کی فرمائش کرے گا اور عدمِ تعمیل کے جرم میں سزا دیا کرے گا۔ سلیم طبیعتیں سمجھ گئیں کہ 'عبد' یعنی بندہ یا نوکر، ان الفاظ کا اطلاق جسم مع روح پر ہے اور یہی صورت مشکلات کو دفع کرتی ہے۔ قرآن کریم کے ایک لفظ نے ظاہر فرمایا کہ معراج کا سفر خواب و خیال تھا نہ جنازہ برادری، بلکہ معراج والے آقا ﷺ جسم و روح دونوں کے ساتھ مرتبۂ قرب پر فائز ہوئے تھے۔

مدت سفر ظاہر فرمانے کے لیے ارشاد ہوتا ہے:

'لَیۡلًا' تھوڑی رات میں۔ عربی زبان میں 'لَیۡلًا' نکرہ ہے اور اس کے معنی میں کمیٔ وقت کی شان پائی جاتی ہے۔ اس لفظ نے جہاں قلت وقت کو صاف بیان کر دیا ہے، وہاں مدعیانِ معراجِ روحانی پر دوسرا قہر یہ ڈھایا ہے کہ اگر روح کی تیز رفتاری کو اس واقعہ سے تعلق ہے تو تھوڑی سی رات میں یہ کون سا عجب واقعہ ہے، جس کے بیان میں ایک ایک لفظ میں ہزاروں اہتمام رکھے گئے ہیں۔ دنیائے خواب اور عالمِ تصور میں روح اتنی مسافت طے کرتی رہتی ہے، جس کے بیان کی قلت کے لیے 'لَیۡلًا' کا لفظ بھی کافی ہے اور جس کی مقدار وہی فلسفہ کا 'جزء لا یتجزیٰ' ہے۔ کیا قرآنِ کریم کو کلامِ الٰہی مانتے ہوئے لفظ 'لَیۡلًا' سے روحانی معراج کی تائید کرنا، اس معجزہ نما کلام مقدس سے مضحکہ (مذاق) نہ سمجھا جائے گا؟

احادیث صحیحہ نے 'لَیۡلًا' کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ واپسی پر زنجیر مبارک متحرک اور بستر شریف گرم تھا۔ باقی رہا یہ مرحلہ کہ مسافتِ سفر کتنی تھی، اس کے متعلق کہا گیا 'مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا' مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، مسجد حرام مکہ معظّمہ کا دوسرا نام ہے اور اس پر عامہ اہل اسلام کا اتفاق ہے اور مسجد اقصیٰ جمہور کے نزدیک 'بیت المقدس' سے تعبیر ہے، لیکن محققین کا ایک مقدس گروہ مسجد اقصیٰ کا دوسرا ترجمہ کرتا ہے۔ ان کے نزدیک مسجد کا معنی 'مقام سجود' ہے اور اقصیٰ کا ترجمہ 'منتہیٰ' ہے۔ یعنی وہ منتہائے مقام سجود جس کے بعد مکان، عالم امکان میں غیر موجود ہے اور ایسا مقام عرشِ اعظم ہے۔ اس تحقیق پر مقدارِ مسافت مکہ سے شروع ہو کر عرشِ اعظم پر ختم ہوتی ہے۔ اس کی تائید میں آگے کے یہ الفاظ پیش کیے جاتے ہیں 'الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ' وہ مسجد اقصیٰ جس کے گرداگرد ہم نے برکت دے رکھی ہے۔

کہتے ہیں کہ مسجد 'بیت المقدس' کی برکت وعظمت پر ایمان ہے، لیکن اس کے گرد وپیش کے برکات منصوص نہیں ہیں اور عرشِ اعظم کے گرد مقربین ملائک کی جبہہ سائی، انوار وبرکات کی کثرت شریعت نے ظاہر فرمادی ہے، لہٰذا اس مقام پر مسجد اقصیٰ عرشِ اعظم کا مترادف ہے۔

یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ مسجد اقصیٰ سے اس مقام پر یقیناً عرشِ اعظم ہی مراد ہے اور نہ ہی محققین کا ارشاد ہی محض بے بنیاد ہے، لیکن اتنے حصہ پر اجماع ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک کا سفر منطوق ہے اور سفر کے اتنے حصے کا انکار کرنا صریحاً بے دینی ہے۔ بقیہ سفر کو بھی قرآن کریم نے دوسری جگہ ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے:

﴿دَنَا فَتَدَلّٰی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی﴾

''قریب ہوئے تو نزدیک پہنچے، پس دو کمانوں کی مقدار تھی، بلکہ اس سے زیادہ قریب ہوئے''۔

جمہور ائمہ اسلام نے (جن کے خلاف کہنا سخت جہالت اور خرقِ اجتماع ہے) اس آیت کریمہ سے حضور سید عالم ﷺ کا آسمانی سفر مراد لیا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلۂ کلام میں اس عبد مقدس (روحی له الفداء) کا تذکرہ (جس کے سفر معراج کی تصویر کشی قرآنی ابھی پڑھ چکے ہو) یوں فرمایا:

﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی﴾

''پس سکھایا اپنے بندے کو جو کچھ سکھایا''

اللہ اللہ! کیا وجد میں لانے والا ارشاد ہے؟ یعنی قادرِ مطلق کے اختیار وقدرت اور حضور اقدس ﷺ فداہ ابی وامی کی استعداد وقابلیت کا تصور کرو اور خود سمجھ لو کہ مالک نے کتنے علوم دیے ہوں گے اور محبوب نے کس قدر زیور علم سے اپنے آپ کو آراستہ کیا ہوگا۔ حضور ﷺ کے وفورِ علم کے منکرین یا تو قادر کی قدرت پر ایمان نہیں رکھتے یا سرکار ﷺ میں قابلیت واستعداد کی نسبت کو کمزور جانتے ہیں۔ فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

خوب کہا ہے:

لکھے نہ پڑھے جناب والا
شاگردِ رشید حق تعالیٰ

بات دور جا پڑی، کہنا صرف اس قدر تھا کہ ایک طرف لفظ 'عبد' کو دونوں آیتوں میں یاد رکھو، دوسری طرف احادیث شہیرہ و صحاحِ مروّجہ پیش نظر رکھو تو آسمانی معراج کے منکرین پر ضلالت کا فتویٰ، ائمۂ اسلام کی حق پسندی پر مبنی ہے۔

کسی سفرنامہ کی تکمیل، جب تک غایت سفر بیان نہ کر دی جائے، ناقص ہے۔ قرآنِ کریم نے انہیں دو سطروں میں اس کو بھی واضح کر دیا ہے اور فرمایا ہے:

﴿لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا﴾ "تاکہ دکھائیں ہم اس بندہ کو اپنی نشانیاں"

عربی قاعدہ کی رو سے آیات جمع ہے اور ضمیر متکلم کی جانب مضاف ہے اور اصول میں مبرین ہو چکا ہے کہ ایسی صورت میں استغراق کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور لفظ 'من' کا یہاں بمعنی بعض ہونا غیر معقول ہے۔ اس بنا پر آیہ کریمہ کا منشا یہ ہوا کہ سفر معراج تمام قدرتی نشانیوں کے مشاہدہ کے لیے ہوا تھا۔

گزشتہ اوراق کے اس مضمون کو یاد کرو کہ جناب اقدس ﷺ کے علوم میں جہاں اس بلند و بالا سرکار ﷺ کی کامل و اکمل قابلیت کو دخل ہے، وہاں قدرت قادر مطلق کامل و اکمل کا ظہور ہے اور جس طرح قدرت کے لیے تعلیمی نقصان عیب ہے، جب کہ تعلیم کا ارادہ ہو، اسی طرح طریقہ تعلیم کی کمزوری بھی نازیبا ہے۔ لہٰذا وحی سے زیادہ قوی طریقہ اختیار کیا گیا اور ما کان و ما یکون کا مشاہدہ کرا دیا گیا، جو اعلیٰ ترین طریقۂ تعلیم ہے اور اسی مشاہدہ و معائنہ کے لیے وہاں اہتمام کیا گیا، جس کو لکھنا مضمون کو دہرانا ہے۔ ختم مضمون پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ "بے شک وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔"

اس ارشاد کا انداز بھی عجیب و غریب ہے۔ 'انہ' میں ضمیر ہے، جس کا مرجع یا تو لفظ 'عبد' ہے یا لفظ 'سبحٰن' ہے اور ہر اعتبار سے معنی جداگانہ ہیں اور صحیح محمل پر ہیں اور ایسی حالت میں 'اصولیین' کے نزدیک دونوں معنی معتبر و منصوص ہوتے ہیں، اگر مرجع لفظ 'عبد' ہے اور اس شق کو ترجیح قرب کے سلسلے سے حاصل ہے تو آیت کا ترجمہ ہوگا 'بے شک وہ بندہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔'

اس خاتمہ بیان میں مدعیانِ معراجِ روحانی کی مزید خبر گیری ہے کہ یہ سفر مجموعہ روح و جسم کا ہوا، تو سکنہ و غفلت کا بھی اس میں شائبہ نہ تھا، بلکہ مسافر نواز، معراج والا آقا آواز کو سنتا اور ہر مرئی کو دیکھتا جاتا تھا۔

صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیۡہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

اور اگر مرجعِ ضمیر 'سبحٰن' ہے تو معنی یہ ہوئے کہ 'بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے'۔ اور اس کو تمام اندازِ قرآنی سے ترجیح ہے۔

جن لوگوں کو تلاوتِ قرآن کریم کا فہم معنی کے ساتھ شرف حاصل ہے، ان کو اس فقرہ میں اگر مضامین سابقہ کے اعتبار سے اجنبیت معلوم ہو تو مقام تعجب نہیں ہے۔ قرآن کا طریقۂ بیان ہے کہ جس مقام پر جس واقعہ واحکام وغیرہ کو بیان کیا ہے اور اس موقع پر حضرت حق کی جس صفت کمال کا تعلق ہے، اس صفت سے مولیٰ تعالیٰ کی صفت کی جاتی ہے۔

اس اندازِ کلام کا تقاضا تھا کہ واقعۂ معراج کے بعد قدرت مطلقہ کا بیان ہوتا اور فرمایا جاتا: ﴿و اللّٰہ علی کل شی قدیر﴾ لیکن اس صفت کو ترک فرما کر صفت ''سمع و بصر'' کو بیان کرنا، جس کو واقعہ معراج سے بظاہر کوئی تعلق نہیں، ظاہر بین نگاہوں میں بالکل اجنبی ہے۔ فرمان کے اس ٹکرے کا ذوق حاصل کرنے میں آپ کو جان بازانِ عشق کے آستانہ پر حاضری کی تکلیف دوں گا اور سرمستان بادۂ وحدت کی نیازمندی کی طرف دعوت دوں گا۔ ہاں ہاں! کیا آپ کا دل محبت سے خالی ہے؟ کیا آپ نے مجازی محبت کا مزا بھی نہیں چکھا؟ محروموں سے بحث نہیں؟ ورنہ اقل درجہ باپ اور بیٹے، ماں اور فرزند کی محبت کا تماشا کون ہے جو رات دن نہیں دیکھتا؟ اگر تم کو کبھی اس منظر کا لطف حاصل ہوا ہے کہ پیارا فرزند یا کوئی محبوب سفر کر رہا ہے اور چاہنے والے، آنے والے فراق کے زمانے اور ستانے والی جدائی کی گھڑیاں یاد کر کے آب دیدہ ہو کر کہہ پڑتے ہیں کہ:

''اے مسافر! جا بخیریت جا، اللہ تیرا محافظ و نگہبان ہے، تجھے خدا کو سونپا، جو تیری بات کا سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

تم کو اس جملہ کا صحیح مطلب کھل جائے گا کہ سفر معراج درپیش ہے، رات کا وقت ہے، اعزا و اقرباء موجود نہیں ہیں، احباب سو رہے ہیں، کون الوداعی اڈریس پڑھے؟ کون رخصتی کے کلمات کہے؟ کون خدا حافظ و نگہبان کہے؟ اس وقت کا سفر بھی طویل ہے، راستہ دیکھا نہیں ہے، منزلیں نامعلوم ہیں، مسافت کا پتا نہیں، ہمراہی غیر جنس ہے، ماں باپ ہوتے تو فال نیک کے کلمات بولتے، اعزاء و اقرباء ہوتے تو باطمینان رخصت کرتے، احباب ہوتے تو رفاقت ہی

کرتے۔ ایسے وقت ازلی محبت کے دریا میں جوش پیدا ہوتا ہے اور اس کی ایک ایک لہر پکار پکار کر کہہ رہی ہے:

اے مسافرِ زمین و آسمان مبارک ہو﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ گھبراؤ نہیں، تمہارا چاہنے والا وہی مولیٰ تمہارا نگہبان و حافظ ہے، تمہاری ہر بات کا سننے والا اور ہر کام کو دیکھنے والا ہے۔ یہ کارخانہ محبت کا جلوہ ہے کہ خود بلاتے ہیں، اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، اپنے پاس لے جاتے ہیں، خود رخصت کرتے ہیں اور خود ہی میزبان بھی ہیں۔ یعنی آسمانی سفر میں ہر آسمان پر جشن استقبال، درجاتِ جنت وطبقاتِ دوزخ کا معائنہ، جبریلؑ کی رفاقت کا قطع ہونا، رحمت وجلال کا ابھار، ہیبت وجلال کا رعب، قربِ خاص، شفاعتِ امت کامل، وصال، راز ونیاز، عطائے خلعت، فرضیت نماز وروزہ وغیرہ ہر عنوان مبسوط تحریر کا متقاضی ہے اور قصیدۂ معراجیہ میں حضور امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے طول تحریر سے مستغنی کردیا ہے:

کس شان سے دو جہاں کا سرور
پہنے ہوئے حلۂ منور
کھولے ہوئے گیسوئے معنبر
باندھے ہوئے شملۂ معطر
بازینت و جاہ، شوکت و فرّ
گھوڑے پر چلے سوار ہو کر
ادریس مقیم چرخ اخضر
بولے کہ قسیم حوض کوثر
گر بسر و چشم من نشینی
نازت کشم کہ نازنینی

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

(بشکریہ ماہنامہ نور الحبیب، اگست 2006ء)

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کہاں ہیں؟

حافظ محمد قیصر منیر (ضلع چکوال)

توہینِ رسالت ﷺ پہ اے مسلم تری خاموشی
کیا محبّتِ شاہِ لولاک ﷺ کا معیار یہی ہے؟

الحمدللہ ہم مسلمان ہیں۔ ختم نبوت پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ عقیدہ ختم نبوت مسلمان کی ایک بنیادی پہچان ہے اور اس عقیدے پر دلالت کرتے ہوئے دو سو دس احادیث اور ایک سو آیات قرآن ہیں۔ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس پر افرادامّت سبھی متفق ہیں اور ان کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے وہ نبی نہیں غبی ہے۔ سیّدہ آمنہؓ کے لال کے بعد جو دعویٰ رسالت کرے وہ رسول نہیں بلکہ فضول ہے۔

حضور ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب خاتم الکتب، حضور ﷺ کا دین خاتم الادیان۔ حضور ﷺ کی شریعت خاتم الشرائع۔ حضور ﷺ کی مسجد خاتم المساجد، حضور ﷺ خاتم الانبیاء اور حضور ﷺ کی نبوت ختم نبوت ہے۔ جناب خاتم النبیین ﷺ کی آمد مبارکہ کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو گیا اور محسن انسانیت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا۔ میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں اور میرے آنے کے بعد قصر نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک سینکڑوں بدبختوں نے نبوت کے دعوے کیے لیکن تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی کسی ڈاکو نے تاج ختم نبوت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا غیور مسلمانوں کی تلواریں اس کی طرف لپکیں اور اسے جہنم واصل کر دیا۔ سرزمین ہندوستان میں جب انگریز کے ایمان شکن دور میں کفر و الحاد کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے تھے اور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے سرتوڑ کوششیں کی جا رہی تھیں۔ اس ملحدانہ دور میں اسلام پر ضرب کاری لگانے کے لیے جعلی نبوت کی بھیانک سازش تیار کی گئی اور اشارۂ فرنگی پر ایک ضمیر فروش اور ایمان فروش مرزا قادیانی جہنم مکانی نے 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خدا کا نبی اور رسول کہا۔ مرزا نے اپنے ماننے والے مرتدوں کی جماعت کو اصحاب رسول کے نام سے پکارا، اپنی کافرہ بیویوں کو امہات المومنین کے نام سے تعبیر کیا۔ اپنے گھر والوں کو اہل بیت کا نام دیا۔ تین سو تیرہ بدری صحابہؓ کے مقابلے میں

مرزا قادیانی نے اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی۔ آنحضرت ﷺ کی نقل کرتے ہوئے اپنے ننانوے صفاتی نام رکھے۔ اپنے بیٹے کو قمر الانبیاء کے نام سے پکارا۔ قادیان آنے کو ظلی حج قرار دیا۔ جنت البقیع کے مقابلہ میں قادیان میں ایک بہشتی مقبرہ تیار کروایا۔ قرآن پاک میں تحریفات کیں۔ احادیث رسول ﷺ کو بگاڑا۔ اقوال صحابہؓ و بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہ کو مسخ کیا۔ جہاد کو حرام قرار دیا۔

مرزا قادیانی نے صرف اسی پر بس نہ کیا۔ بلکہ اس نے اپنی انگریزی نبوت کو چلانے اور چمکانے کے لیے دین اسلام، پیغمبر اسلام اور مقدس ہستیوں پر رکیک حملے کیے۔ جن کو دیکھ اور پڑھ کر قلب و جگر زخمی ہوتے ہیں۔ آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور روح تڑپتی ہے لیکن دوسری طرف وقت پکار پکار کر کہتا ہے کہ آمنہ کے لال کے دیوانوں کو بتا دو کہ سرکار دو عالم ﷺ کی عزت و ناموس پر قادیانی کس طرح حملہ آور ہو رہے ہیں اور کملی والے آقا ﷺ کی شان میں کیا کیا گستاخیاں کر رہے ہیں۔ لہٰذا ذہن و ضمیر پر بوجھ گراں محسوس کرنے کے باوجود وہ دل آزار اور روح فرسا تحریریں نقل کی جاتی ہیں۔ جن کے ہر ہر حرف سے کفر والحاد کا ایک طوفان اٹھتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی توہین:

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد الرسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ) (اخبار، الفضل، قادیان، 17 جولائی 1922ء)

روضۂ رسول ﷺ کی توہین:

روضۂ اطہر مصطفیٰ ﷺ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے (معاذ اللہ)

(حاشیہ، تحفہ، گولڑویہ، ص 112 مصنفہ، مرزا قادیانی)

حدیث مصطفیٰ ﷺ کی توہین:

میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفیٰ کوئی شے نہیں۔ (معاذ اللہ)

(اعجاز احمدی، ص 56، مصنفہ، مرزا قادیانی)

یہ تحریر جاری ہے اور ان شاء اللہ العزیز آئندہ آنے والے مضامین میں مرزا قادیانی جہنم مکانی کی مزید بکواسات صفحہ قرطاس پر لائی جائیں گے تاکہ قارئین مطالعہ فرما کر اپنے عقائد کی اصلاح کر سکیں۔

تبصرہ "کتابیات ختم نبوت"

سید حبیب الرحمٰن نقشبندی

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پر لاکھوں سلام

قلم قواعد کی زبان میں اسم آلہ ہے۔ اس سے لکھنے کا کام لیا جاتا ہے۔ مگر قلم لکھتا وہی کچھ ہے جو لکھنے والا چاہتا ہے کسی کے ہاتھ کا قلم گانے لکھ رہا ہے۔ تو کوئی غزل لکھنے کی فکر میں گم ہے۔ کوئی ناول لکھ رہا ہے تو کوئی افسانے تراش رہا ہے۔ مگر بعض ایسے نیک اور مجاہدانہ ہاتھوں نے بھی قلم سنبھال رکھا ہے جو تفسیر قرآن میں مشغول ہیں جو توصیف رسول ﷺ میں متحرک ہیں جن کا قلم نعت رسول ﷺ لکھتا ہے یا سیرت رسول ﷺ کو تحریر کرتا ہے اور کچھ ایسے ہاتھوں نے قلم تھامے ہیں جو کبھی کچھ بھی لکھیں تو صرف حضور خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت پر پہرہ دینے کے لیے لکھیں یا ان جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف قلمی جہاد کرنے کے لیے لکھیں۔

اِسی طرح اللہ رب العزت نے یہ اعجاز استاذ گرامی حضرت علامہ خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظہ اللہ (مدیر اعلیٰ مجلّہ المنتہیٰ) کے ہاتھوں کو بخشا ہے کہ قلم کو جب بھی سنبھال کر بیٹھتے ہیں تو سرکار ﷺ کی ختم نبوت کو امت مسلمہ کے سینوں میں اجاگر کرنے کے لیے لکھتے ہیں یا پھر ختم نبوت کے باغیوں کو بے نقاب کرنے کے لیے اور "فتنہ قادیانیت" کی بیخ کُنی کے لیے لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب (مدیر اعلیٰ مجلّہ المنتہیٰ) بنیادی طور پر ایک استاذ، عالم دین اور ایک عظیم مجاہد ختم نبوت ہیں۔ ملت اسلامیہ میں بھی شان ختم نبوت کا رنگ غالب دیکھنا چاہتے ہیں اس لیے آپ کے قلم میں اتنی برکت اور رعب ہے کہ آپ جب بھی کچھ لکھتے

ہیں تو قادیانیوں کے سینوں میں تیر کی طرح لگتا ہے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ وہ وار وار سے پار ہے

خواجہ صاحب نے مختلف اوقات میں ختم نبوت وردِ قادیانیت کے موضوع پر ایسے مقالات لکھے جن کی اشاعت ملکی سطح پر کی گئی۔

خواجہ صاحب کی تحریر شدہ کتب قارئین کی نظر:

۱۔ خواجہ صاحب کی اس موضوع پر پہلی کتاب ''آئینہ قادیانیت'' کے نام سے منظر عام پر آئی اس کا نام ''آئینہ قادیانیت'' اس لیے رکھا گیا کہ اس میں مرزا قادیانی کی کفریہ بکواسات اور گستاخانہ کلمات کو اس کی ہی کتابوں سے لے کر جمع کر کے فتنہ قادیانیت کو بے حجاب کیا گیا تاکہ مسلمانوں کے سامنے قادیانیت کا مکروہ چہرہ کھل کر سامنے آجائے۔

۲۔ اس کے بعد آپ کی ایک عظیم تحقیقی کتاب ''پیشگوئیاں'' کے نام سے شائع ہوئی جس کا پہلا ایڈیشن اگست 2017ء اور دوسرا فروری 2018ء میں شائع ہوا جس میں جید صوفیاء، اولیاء اور بزرگان دین کی ختم نبوت اور ردّ قادیانیت پر دی ہوئی پیشگوئیوں کو جمع کر کے قادیانیوں کے منہ پر طمانچہ مارا ہے اور مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔

۳۔ ستمبر 2018ء میں ''سوزِ دل'' کے نام سے ایک کتابچہ تحریر فرمایا جس میں امت مسلمہ کے جوانوں کو سرکار ﷺ کی ختم نبوت پر پہرا دینے پر ابھارہ گیا۔

۴۔ بعدازاں خواجہ صاحب نے ڈاکٹر بہاؤالدین (اہل حدیث) کی تاجدارِ گولڑہ فاتح قادیانیت پیر مہر علی شاہ گولڑوی پر بے جا تنقید کا جواب ایک مدلل کتاب کی شکل میں دیا جس کا نام ''تاجدارِ گولڑہ اور جہادِ ختم نبوت'' رکھا گیا جو کہ جنوری 2018ء میں شائع کی گئی اور اس کتاب کو ملکی سطح پر پہنچایا گیا مگر بیرون ملک (لندن) تک اس کتاب کو شہرت ملی۔

۵۔ 2016ء جولائی ایک سہ ماہی تحقیق پر مبنی مجلّہ کا آغاز فرمایا جو کہ ''المنتہیٰ'' (رجسٹرڈ) کے نام سے شائع ہو رہا ہے اور تقریباً پورے پاکستان میں پہنچ رہا ہے اور اس مجلّہ کی خصوصیت یہ

ہے کہ اس میں درج ہونے والے اکثر مضامین ختم نبوت وردِ قادیانیت سے رلیٹیڈ ہوتے ہیں اور پورے دلائل کے ساتھ ان مضامین کو جمع کیا جاتا ہے۔

٦۔ خواجہ صاحب نے عقیدہ ختم نبوت وردِ قادیانیت پر علماء و محققین (اہل سنت و جماعت) کی پانچ سو (۵۰۰) کتب ورسائل کے اجمالی تعارف کو جمع کیا اس علمی ذخیرے کا نام ''کتابیات ختم نبوت'' رکھا گیا۔ اہلسنت و جماعت کی تاریخ میں یہ ایک منفرد علمی و تحقیقی اور تاریخی کام ہے، ختم نبوت وردِ قادیانیت پر کام کرنے والے عظیم مجاہدین کے لیے نایاب تحفہ ہے۔ خوبصورت پرنٹنگ، دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ ورق ہے اور یہ کتاب ۵٦٧ صفحات پر مشتمل عقیدہ ختم نبوت و ردِ قادیانیت پر ایک عظیم اور نایاب ذخیرہ ہے کتاب کے پانچ ابواب باندھے گئے ابواب بندی تحریک ہائے ختم نبوت کے پیش نظر ہے:

آغاز کتاب میں قارئین کی مزید سہولت کے پیش نظر دو فہرستیں دی گئی ہیں ایک کتاب کی ترتیب سے اور دوسری مصنفین کے اسماء پر حروف تہجی کی ترتیب سے۔

خواجہ صاحب کا یہ سارا کام کرنے کے صرف یہی مقاصد ہیں کہ پوری دنیا میں ختم نبوت کے پیغام کو علمی وفکری اور عوامی سطح تک عام کرنا، جذبہ عشق رسول ﷺ کو بیدار کرنا، امت میں فتنہ قادیانیت سے پڑنے والی دراڑ کا شعور اجاگر کرنا، قادیانیوں کو دعوت اسلام دینا، اکابرین اہلسنت کی خدمات کو اجاگر کرنا۔

یہ کتاب (الحمد اللہ تعالیٰ) ملکی سطح پر شائع ہو چکی ہے اور اس کتاب کو علماء، ومشائخ و اکابرین اہل سنت نے بہت سراہا ہے جس کی نظر اس ذخیرے پر پڑی تو بے ساختہ اس کی زبان سے اس عظیم کام کی تعریفات جاری ہوگئی اور ملک بھر سے ٹیلی فون پر رابطہ فرما کر کئی اہلسنت کے اکابر علماء نے اس کام کے لیے ہدیہ تشکر وتبریک پیش کیا جن میں سے چند نام قارئین کی نظر:

حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ سید فیض الامین شاہ فاروقی سیالوی جو 22 دسمبر کو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ (مونیاں شریف ضلع گجرات)، عظیم مجاہد ختم نبوت حضرت علامہ مولانا مفتی صاحبزادہ محمد ضیاء اللہ سیالوی (فیض القمر اسلامک سنٹر کراچی)، حضرت علامہ مولانا

محمد افضال صاحب (فیصل آباد)، عظیم محقق ختم نبوت، عظیم مصنف ختم نبوت محترم و مکرم محمد متین خالد صاحب، حضرت علامہ عبدالستار عاصم (القلم فاؤنڈیشن)، عظیم صحافی صاحبزادہ پیر ضیاء الحق نقشبندی صاحب، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ مجددی نوری صاحب (سرپرست اعلیٰ ادارہ تعلیمات مجددیہ شکر گڑھ پاکستان)، سرمایہ اہل سنت یادگارِ اسلاف سید صابر حسین شاہ بخاری (مدیر اعلیٰ مجلہ ''الحقیقہ'')، نواسۂ فقیہہ اعظم پیر طریقت مفتی محمد اسد اللہ نوری زید مجدہ (شیخ الحدیث و مہتمم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ، لاہور)، حضرت علامہ مولانا محمد اصغر شاکر (ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ لاہور)، محقق ختم نبوت محمد ثاقت رضا قادری صاحب۔ ان تمام شخصیات نے اور ان کے علاوہ دیگر کثیر علماء نے مختلف اپنی آراء کا اظہار فرمایا۔ ہمارے لیے جو سب سے بڑے اعزاز کی بات ہے وہ یہ کہ جن کی سرپرستی میں یہ کام ہو رہا ہے عالمی مبلغ اسلام خواجۂ خواجگان ابوالجمال پیر محمد بدر عالم جان زید مجدہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ مرشد آباد شریف پشاور) نے بھی حضور خواجہ صاحب کو مبارکباد پیش کی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ اس پروگرام میں آپ خود اس کتاب کا تعارف کرواتے ہیں۔

دعا ہے کہ خالق کائنات حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظ اللہ تعالیٰ پر کروڑوں رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے اور آپ کے اس عظیم کام کو مزید ترقی اور برکات عطا فرمائے اور اللہ ان سے مصنفین عالم اسلام میں اور بھی پیدا فرمائے۔ آمین

ورق تمام ہوا بات ابھی باقی ہے
سفینہ چاہیے اک بحرِ بے کراں کے لیے

برائے دُعا والد گرامی سید ماجد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

تبصرہ و تاثرات

نام : کتابیات ختم نبوت (جلد اول)
مرتبہ : حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی
ازقلم: پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ میں بعد از نماز مغرب اخی المحترم جناب صادق علی زاہد کے ہاں حاضر ہوا تو وہاں ایک بزرگ صورت عالم دین جناب خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب سے ملاقات ہوئی آپ صادق علی زاہد کے مہمان تھے اور ختم نبوت و ردِ قادیانیت پر مشتمل علمی، تاریخی، تحقیقی اور مناظراتی کتابوں کی ایک فہرست مرتب کرنے کے سلسلے میں کتابوں کی ورق گردانی کر رہے تھے شاید ان کے ایک دو شاگردان عزیز بھی ہمراہ تھے۔ صادق صاحب نے ان سے میرا اور مجھ سے ان کا تعارف کروایا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر اور سلام وقیام کر کے میں اٹھ آیا۔ گرامی خواجہ صاحب نے بشرط وقت میرے غریب خانہ پر آنے کا وعدہ بھی فرمایا مگر پھر آ نہ سکے۔ بعد میں صادق صاحب سے معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب اپنے تحقیقی پراجیکٹ کے سلسلے میں ان کی ختم نبوت ریسرچ سینٹر لائبریری سے دو تین سو کتب عاریتاً لے گئے ہیں جو اپنا مطالعہ مکمل ہونے پر واپس کر دیں گے۔

عقیدہ ختم نبوت سے کچھ دنیا داروں کا اختلاف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہری کے آخری زمانے میں ہی ہو گیا تھا اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم ﷺ کی عین ظاہری حیات میں دعویٰ نبوت کیا۔ مسیلمہ کذاب نے اس شرط کے ساتھ آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی حمایت ونصرت کرنا قبول کیا اگر آپ ﷺ اسے اپنے ساتھ امر نبوت میں شریک کر لیں۔ یہ بھی کہا کہ وہ اپنی نبوت کا ذبہ و فاسقہ کا اعلان حیات نبوی ﷺ میں نہیں کرے گا۔ سرکار ہر جہاں ﷺ نے مسیلمہ نجدی کی پیشکش کو رد کر دیا آپ ﷺ کی حیات ارضی میں یہ معاملہ (اجرائے نبوت) دبا رہا۔ تاہم اسود عنسی کی موت نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے بعد کسی بھی قسم کا نبی مسلمان امت کے لیے نا قابل قبول ہے اور اسے قتل کر کے اپنے ایمان کو بچانا عین ایمان ہے۔ قرآن مجید کی سورہ الاحزاب کی آیہ 40، حضرت محمد ﷺ کے نورانی ارشادات اور اسود عنسی کے قتل کے احکام اور مسیلمہ کذاب کو آپ کے مکتوبی جواب سے یہ مسئلہ ختم نبوت پہلے ہی ظاہر و باہر اور اظہر من الشمس ہے۔

دورِ صدیقی میں مسیلمہ کذاب کے علاوہ، طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث نے ایک ہی وقت میں دعویٰ ہائے نبوت کیے ان کی طرف فوج کشی کی گئی اس وقت سے آج تک ہر مدعی نبوت ورسالت کا پیچھا کرنا اور اسے کیفر کردار کو پہنچانا، تہ تیغ کرنا یا حوالۂ دار کرنا مسلمانوں کے سلف وخلف کی سنت رہی ہے اور تاج وتخت ختم نبوت روشن وتاباں ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کا مسئلہ اتنا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے کہ اس پر ایمان لائے بغیر کوئی بھی بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس عقیدہ پر ایمان ''ایمان بالرسالت'' کا مسئلہ ہے اور جس کا ایمان بالرسالت ناقص ہے اس کا عقیدہ توحید یا ایمان باللہ بھی ناقص ہے اور جس کے یہ دونوں ایمان ناقص ٹھہرے اس کے تمام ایمانیات اور اعمال کی بنیاد ڈھے گئی اور وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو گیا ثابت ہوا عقیدہ ختم نبوت کوئی فروعی یا فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ بنیادی اور ایمانی مسئلہ ہے عقیدہ ختم نبوت یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں آپ ﷺ کے اعلان نبوت فرما دینے کے بعد اب دنیا میں کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا نہ ظلی، نہ بروزی، نہ شرعی، نہ متبعی، نہ غلامی، نہ کلامی، ہر قسم کی نئی نبوت یا رسالت بند ہے اب قیامت ہی آئے گی اور ہمیشہ ہمیشہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت ورسالت قائم رہے گی آپ کی کتاب الٰہی قرآن کا نفاذ رہے گا آپ ﷺ کی حدیث سے ہی روشنی ملے گی اور مسلمان امت ہی آخری امت ہے۔ آپ ﷺ کے اس عالم آبی وخاکی میں تشریف لے آنے کے بعد آپ سے پہلے نبیوں میں سے حضرت عیسیٰؑ نے نزول فرمانا ہے جو کہ آپ ﷺ سے پہلے زندہ آسمان پر اٹھالیے گئے تھے ورنہ آپ ﷺ کی نیابت آپ کی اُمت کے علماءِ صالحین فرمائیں گے۔

اس عقیدہ ختم نبوت کی مخالفت میں بھی ''دنیا'' کے مارے، نفس کے مارے، شکارِ شیاطین اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت وکرامت سے حسد کرنے والے اور گمراہ، فساق ذہن اٹھتے رہے دعویٰ نبوت کرتے رہے اور زمانے کی ٹھکراروں اور مسلمانوں رمومنوں کی ماروں سے جہنم رسید ہوتے رہے آج بھی یہ سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔ حضور اکرم وانور حضرت محمد ﷺ کی خاتمیت نبوت و رسالت کے تحفظ کی خاطر عاشق اور مجاہد میدان میں آتے رہے اور علمی، قلمی، تبلیغی اور شمشیری کوششوں سے حق کو حق اور باطل کو باطل کرتے رہے۔

انہی بزرگان وخادمان عقیدہ ختم نبوت کی علمی کاوشوں کی ایک تحقیقی فہرست مرتب کرنے کا بیڑہ ہمارے محقق موصوف علامہ خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب نے اٹھایا اور پھر ''کتابیات ختم نبوت'' کے عنوان سے 567 صفحات پر مشتمل ایک وقیع اور ضخیم کتاب مرتب کر کے اپنی تدوینی صلاحیتوں اور

عاشقانہ جذبات کو ثابت کر دکھایا۔

واللہ! یہی مجاہد ہیں دین کے رکھوالے
ان سے قائم اجالے، دائم ایمان والے

جناب گرامی خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب کی مرتب کردہ کتاب دیکھ کر میں حیرت سے گنگ ہو کر رہ گیا کہ دو چار ماہ میں اتنا مشقت طلب کام اور اتنے زیادہ منتشر دینی ادب کو حضرت نے کیسے جمع کر لیا جبکہ یہی کام بڑے بڑے ادارے اور ''لجنۃ علما'' بھی سالوں کی عرق ریزی سے نہیں کر پائے۔

آیئے ''کتابیات ختم نبوت'' کے کوائف پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

نام کتاب : کتابیات ختم نبوت (جلد اول)

مرتب و محقق : خواجہ غلام دستگیر فاروقی مدیر اعلیٰ سہ ماہی مجلّہ ''المنتھیٰ''

صفحات : 567

انتساب : اوّل خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ سال اشاعت: از: پیر صاحبزادہ فیض الامین فاروقی آف مونیاں شریف شریف براستہ لالہ موسیٰ، گجرات

یوں کہی فیض الامیں نے اس کی تاریخ رسا
نادرِ عصرِ رواں ہے یہ کتاب دستگیر

۲۰۱۹ء (سال اشاعت)

تعداد کتب جن کا تعارف کروایا گیا ہے: پانچ صد (500)

سرورق پر یہ وضاحت وصراحت تحریر کی گئی ہے

''عقیدہ ختم نبوت وردِ قادیانیت پر علما و محققین (اہل سنت و جماعت) کی پانچ سو کتب ورسائل کا اجمالی تعارف

☆ وسائل النجات شرح دلائل الخیرات از پیر سید محمد نیک عالم شاہ کاظمی سے ختم نبوت سے مؤید اشعار بھی شامل اشاعت ہیں۔

☆ صاحبزادہ علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری آف برہان پور شریف ضلع اٹک کا علمی سرپرستی پر شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

کتاب ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اول مطبوع ہو کر میرے مطالعہ کی میز پر موجود ہے جلد دوم پر کام ہو رہا ہے اس طرح یہ انسائیکلو پیڈیائی کتاب جلد در جلد تدوین کا لباس پہن کر ذوق مطالعہ رکھنے والوں کو شاد کام کرتی رہے گی۔ کتاب ''کتابیاتِ ختم نبوت'' کے ابواب کی تفصیل اس طرح ہے:

باب اوّل: تحریک ختم نبوت (1883ء تا 1953ء) 189 کتابوں کا تعارف

باب دوم: تحریک ختم نبوت (1853ء تا 1974ء) 21 کتابوں کا تعارف

باب سوم: تحریک ختم نبوت (1974ء تا 1984ء) 28 کتابوں کا تعارف

باب چہارم: تحریک ختم نبوت (1984ء تا 2018ء) 256 کتابوں کا تعارف

رسائل و جرائد: 17 عدد کا تعارف

کتاب کی دو فہرستیں بنائی گئی ہیں:

1۔ صرف کتابوں کے نام مع صفحہ نمبر (جہاں ان کا مفصل تعارف ہے)

2۔ مصنفین رموٴلفین رمترجمین کے ناموں کی الف بائی انداز سے فہرست جن کے ناموں کے آگے ان کی کتابوں کے نام درج کیے گئے ہیں۔

''کتابیات ختم نبوت'' کے صفحہ نمبر بھی دیئے گئے ہیں جہاں کتاب کا مفصل تعارف ہے۔

رسائل و جرائد کی فہرست الگ ہے جو ختم نبوت نمبر ہیں یا جن کے کچھ حصے ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہیں تفصیل اس طرح ہے۔

ا۔ ماہنامہ مجلّہ شمس الاسلام 1933ء (قادیان نمبر)، بھیرہ شریف (مباحث ردمرزائیت سے متعلقہ ہیں۔(صفحہ 540)

۲۔ ہفت روزہ رضوان لاہور 1952ء (تصریح نہیں ہے کہ یہ ختم نبوت نمبر ہے یا عام شمارہ ہے تاہم مباحث ختم نبوت اور ردِّ مرزائیت سے متعلقہ ہیں (اجمالی تعارف صفحہ 541)

۳۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی 1972ء (عقیدہ ختم نبوت اور ردّ مرزائیت سے متعلق مواد ہے)

۴۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (تحریک ختم نبوت نمبر 1974ء) اس میں بڑے علمی، تحقیقی اور دینی تحریریں متعلق ختم نبوت و تحریک ختم نبوت ہیں۔

۵۔ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور (قادیانیت نمبر) یہ 1978ء کا شمارہ ہے جس میں بڑی وقیع اور معلوماتی اور علمی تحریریں بعنوان ختم نبوت وردّ مرزائیت ہیں)

۶۔ ماہنامہ کنزالایمان لاہور (ختم نبوت نمبر 1997ء) ختم نبوت سے متعلق علماءِ اہل سنت کی بڑی

و قیع تحریریں ہیں۔

۷۔ ماہنامہ کنزالایمان لاہور (ختم نبوت نمبر 2009ء) عقیدہ ختم نبوت اور رد مرزائیت سے متعلق تحریروں کا مجموعہ

۸۔ سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد ختم نبوت نمبر 2008ء عقیدہ ختم نبوت اور ردّ مرزائیت سے متعلق تحریروں کا مجموعہ۔

۹۔ ماہنامہ الحقیقہ شکر گڑھ، تحفظ ختم نبوت نمبر جلد اول 2012ء ایک عظیم اور ضخیم پیشکش۔ پانچ ابواب میں سینکڑوں تحریروں کا مجموعہ

۱۰۔ ماہنامہ الحقیقہ شکر گڑھ، تحفظ ختم نبوت نمبر جلد دوم 2019ء سات ابواب میں سینکڑوں تحریروں پر مشتمل ایک ضخیم پیشکش۔

۱۱۔ ماہنامہ جمال کرم لاہور 2013ء وضاحت نہیں کہ یہ ختم نبوت نمبر ہے یا ردمرزائیت نمبر، علماءِ اہل سنت کی وقیع تحریروں کا مجموعہ ہے۔

۱۲۔ ہفتہ وار مجلّہ تنظیم اہل سنت لاہور (مرزا غلام احمد نمبر 1949ء)، قادیانی اور قادیانیت کے کفر و ضلالت پر مضامین کا مجموعہ ہے۔

۱۳۔ ماہنامہ لانبی بعدی لاہور (ختم نبوت نمبر 2002ء) عقیدہ ختم نبوت اور ردمرزائیت پر سُنّی اہل قلم کی تحریروں کا مجموعہ ہے

۱۴۔ ماہنامہ لانبی بعدی (تاریخ ساز مجاہدین ختم نبوت نمبر 2003ء)، معروف سنی علما اور اہل قلم حضرات کی علمی خدمات کا تذکرہ۔

۱۵۔ دین فطرت کتابی سلسلہ نمبر 25، 32 صفحات پر مشتمل رسالہ جس میں گنتی کی تحریریں شامل ہیں بعنوان عقیدہ ختم نبوت۔

۱۶۔ ماہنامہ تائید الاسلام لاہور 1924ء ردمرزائیت پر تقریریں اور سنی مرزائی مناظرے کی روداد اور ردمرزائیت

۱۷۔ سہ ماہی پیغام نور شکر گڑھ (عقیدہ ختم نبوت نمبر 2019ء عقیدہ ختم نبوت اور ردّ مرزائیت پر سنی علماو فضلا کی تحریروں کا مجموعہ

''کتابیات ختم نبوت'' کے چند تدوینی خصائص پر ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اول: کتابوں کے نام / مصنفین و مرتبین کے نام / صفحات / سن تصنیف فراہم کیے گئے ہیں۔

دوم: کتابوں کے مصنفین اور مندرجات کا تعارف کروایا گیا ہے۔

سوم: کتابوں کے عربی ناموں کو عربی فانٹ میں لکھا گیا ہے اور اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔

چہارم: جو کتابیں غیر مطبوعہ ہیں ان کے ساتھ غیر مطبوعہ لکھ کر صراحت کر دی گئی ہے دیکھیے ابراہیم مجددی، ص 21

پنجم: جو کتابیں کئی جلدوں میں ہیں ان کی بھی صراحت کر دی گئی ہے دیکھیے ثبوت حاضر ہیں۔ (محمد متین خالد)، افادۃ الافہام (حافظ انوار اللہ فاروقی)

ششم: کتابوں اور مصنفین کے تعارف میں حوالہ جات رقم کیے گئے ہیں۔

ہفتم: جہاں ممکن ہوا کتابوں کے مندرجات بھی شامل اشاعت کیے گئے ہیں۔

ہشتم: علماءِ اہل سنت (بریلوی مکتبہ فکر) کے رشحات قلمی کو کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔

نہم: مختلف کتابوں کے فہرست مآخذ یا حوالوں سے بھی کتابوں اور ان کے مصنفین کے نام نقل کیے گئے ہیں۔

دہم: سولہ صفحات کے پمفلٹس بھی فہرست میں شامل ہیں اور ہزار صفحات سے زیادہ ضخیم کتابیں بھی جزو فہرست ہیں۔

یازدہم: اردو اور عربی ناموں والی کتابوں کو ہی جمع کیا گیا ہے اور یہ خالصتاً ہندوستان اور پاکستان کے علما وفضلا کا کام جمع کیا گیا ہے۔

دوازدہم: اہل قلم کی تحقیق، مناظراتی رکلامی خصوصیات، علمی ابحاث، اہم عنوانات، مرزائی مردودوں کے ہفوات کے جوابات کو کھلے دل سے سراہا گیا ہے۔

اگرچہ فاضل مرتب حضرت علامہ خواجہ غلام دستگیر فاروقی نے اپنی کتابوں کا بھی تعارف کروایا ہے جو کہ ان کا حق بنتا ہے کہ آپ عقیدہ ختم نبوت اور ردِ مرزائیت کے قلم کار ہیں۔ آپ کی قلمی ندرتوں کا مرقع اور دیگر قلم کاروں کی تحریروں کا مجموعہ مجلّہ ''المنتہیٰ'' ہر تین ماہ بعد جلوہ گر ہو کر شائقین اور عارفین سے داد وصول کرتا ہے تاہم ان کو چاہیے تھا کہ اپنی کتابوں کا ایک جلدی مجموعہ بھی شائع کر کے محبت کرنے والوں تک پہنچائیں۔ یہ ضروری ہے۔ کتابیات ختم نبوت کا پہلا ایڈیشن یقیناً ختم ہو گیا ہو گا یا قریب الاختتام ہو گا۔ اگلے ایڈیشن کے لیے حضرت صاحب سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل معروضات کو ضرور پیش نظر رکھ کے اصلاح کر لیں۔

ا۔ اگرچہ عربی ناموں والی کتابوں کے لیے عربی فاؤنٹ استعمال کیا گیا ہے تاہم فہرست میں

بہت سے نام ایسے موجود ہیں جو عربی میں مگران کو نستعلیق فانٹ میں لکھا گیا ہے۔

۲۔ کتابوں کے نام بہ تکرار آ گئے ہیں مثلاً محمد احمد ترازی کی کتاب ''تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر تا شاہ احمد نورانی صدیقی'' کا ذکر صفحہ 375 اور 377 پر (دوبار) کیا گیا ہے۔

۳۔ پروفیسر اصغر علی روحی کا ذکر صفحہ 296 پر اصغر علی روحی کے نام سے اور صفحہ 247 پر مولانا اصغر علی روحی کے نام سے کیا گیا ہے۔ اسے بھی ایک جگہ کیے جانے کی ضرورت ہے۔ دیگر کئی مصنفین کے ناموں میں بھی یہ تکرار موجود ہے۔

۴۔ دو جگہوں پر مصنفین کے ناموں کے بغیر کتابوں کے نام درج کیے گئے ہیں صفحہ 245 پر ''راست بیانی...... اور صفحہ 294 پر مولانا نواب الدین ستکوہی...... راست بیانی کے عنوان والی کتاب کے دیگر کوائف بھی نہیں ہیں۔

۵۔ شاہ محمود حسین ضیاء پھلواروی (پھلواری نہیں) صفحہ 252 اور صفحہ 241 پر کتاب ختم نبوت کا ہجری سال ایک ہی ہے یعنی 1331ھ مگر عیسوی سال صفحہ 241 پر 1992ء اور 252 پر 1913ء درج ہے یہ بھی ڈبلنگ (تکرار) کی ایک مثال ہے جو مصنف اور کتاب کے نام میں ہوئی ہے عیسوی سال کے فرق سے۔

۶۔ صفحہ 206 تا 208 پر مذکور کتابیں کوائفی تفصیلات سے خالی ہیں۔ یہی صورت حال دیگر صفحوں پر بھی ہے۔

۷۔ عربی نام والی کتاب کے عنوانات کا اردو ترجمہ کر دیں۔

۸۔ عقیدہ ختم النبوۃ مرتبہ مفتی محمد امین (کراچی) کی سولہ جلدیں ہیں اور ہر جلد علیحدہ تعارف کا حق رکھتی ہے فاضل مرتب نے پندرہ جلدیں لکھی ہیں (صفحہ 355) (صفحہ 23)

۹۔ بابو پیر بخش لاہوری کی کتاب کرشن قادیانی (عنوان) کو عربی رسم الخط میں لکھنے کا کوئی تک بنتا ہے؟

۱۰۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی کتاب جزاء اللہ...... اور پیر علامہ غلام رسول قاسمی کی کتاب الجواب الصحیح...... یہ نام فہرست میں نامکمل رغلط ہیں اصل صفحات 74، 465 پر درست ہیں۔ اسی طرح بابو بخش لاہوری کی کتاب الاستدلال الصحیح...... کا معاملہ بھی ہے۔

۱۱۔ ایک ہی شخص کے نام کو ایک لفظ کے فرق سے دو شخصوں کے نام بنا دیا گیا ہے مثلاً

قاری محمد تاج الدین (صفحہ 249) قاری محمد تاج الدین قادری (صفحہ 207، 208)

شجاع الدین علی صوفی قادری (صفحہ 208) سید ابوالحسنات شجاع الدین (صفحہ 249)

مولانا ضیاء اللہ قادری اشرفی (صفحہ ۴۷۴) ضیاء اللہ قادری (صفحہ 303)

۱۲۔ مجلہ شمس الاسلام بھیرہ (قادیان نمبر) مدیر: مولانا ظہور احمد بگوی واضح طور پر دیوبندیت کا ترجمان ہے یہ حضرت کل بھی دیوبندی تھے آج بھی دیوبندی ہیں اگر دیوبندیوں کو بھی شامل کرنا ہے تو سب کو کریں۔

۱۳۔ مکرمی صادق علی زاہد نے اپنے دیباچہ میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المقالۃ المسفرہ عن احکام البدعۃ والمکفرہ" کا ذکر کیا ہے مگر کتابیات ختم نبوت میں اس کا اجمالی تعارف شامل نہیں کیا گیا۔

ان سب خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ "کتابیاتِ ختم نبوت" بڑی وقیع اور علمی کتاب ہے یہ آنے والے دور کے محققین ختم نبوت وردمرزائیت کے لیے ایک بیش بہا خزانہ اور مشعل راہ ثابت ہو گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔ اس کتاب مستطاب کے مطالعہ سے کئی اہم اور حوالہ جاتی کتابوں کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اب یہ کسی بھی محقق اور علم جو شخص کی ہمت ہے کہ وہ مطلوبہ کتاب خریدے یا فوٹوسٹیٹ کرالے یا پھر انٹرنیٹ سے ڈھونڈ لے یا فاضل مرتب "کتابیات ختم نبوت" سے رہنمائی لے کر مطلوبہ کتاب کے مالک سے لے کر استفادہ کرے۔ بہر حال یہ بڑا جان جوکھوں کا کام ہے:

ہر فرد کے واسطے دار ورسن کہاں؟

باذوق اور باشعور لوگ کبھی بھی محبت اور مہربانی کرنے والوں کو نہیں بھولتے ان کا شکریہ بھی ادا کرتے رہتے ہیں اور ہر موقع پر ان کو یاد بھی رکھتے بمصداق حدیث نبوی مَنْ لَمْ يَشْكُرُ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرُ اللّٰهَ وہ پہلے محسنین لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو دراصل وہ اللہ کا ہی شکر کر رہے ہوتے ہیں خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب نے اپنے محسنین کا شکریہ ادا کرنے، ساتھیوں اور خدمت گاروں کی تحسین کرنے اور اپنی کمی کوتاہی (ہو یا نہ ہو) کا اظہار کرنے میں کسی بخل سے کام نہیں لیا۔ ان کی تحریر "حقیقتِ احوال" ان کے اس ذوق شکر گزاری پر گواہ ہے۔

حضرت صاحب (فاضل مرتب کتابیات ختم نبوت) سے گزارش ہے کہ وہ اپنے جریدہ "المنتہیٰ" کو بھی کتابیات کا حصہ بنائیں۔ آپ کی ایک بڑی اور جاری قلمی خدمت کتابیات کے چھپ جانے کے اجمالی تعارف کے باوجود بھی شائقین اور قلم کاروں کی نظر سے اوجھل ہے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ فاضل مرتب خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب کی "کتابیات ختم نبوت" لکھنے، شائع کرنے اور خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے محققین میں مفت تقسیم کرنے کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے لیے دنیا میں اطمینان قلبی اور آخرت میں فوز و فلاح کا ذریعہ بنائے (آمین ثم آمین)

جامعہ رحمت سے مرشد آباد شریف پشاور تک

صاحبزادہ غلام قادر ساقی، آستانہ چشتیہ خیریہ جلالپور، شکر گڑھ

آخر کار وہ دن آ ہی گیا جس کا ہمیں بڑی شدت سے انتظار تھا خاص طور پر یکم نومبر 2019ء جمعۃ المبارک کا دن کیا ہی سہانا موسم تھا نہ اتنی گرمی اور نہ ہی اتنی سردی تھی جمعۃ المبارک کی نماز جامعہ رحمت میں ہی ادا کی رات گیارہ بجے لاہور سے نکلنے کا حکم تھا ہم نے سپیشل گاڑی کروائی اور گاڑی پر لگانے کے لیے بڑی خوبصورت فلیکس تیار کروائی جس پر عرس مبارک کا حوالہ دیا گیا، اس طرح ہماری گاڑی کی شان وشوکت میں اور بھی اضافہ ہو گیا ٹائم گزرتا جا رہا تھا اور ہماری تڑپ بڑھتی جا رہی تھی کہ کب گیارہ بجیں اور ہم لاہور سے روانہ ہوں آستانہ عالیہ مرشد آباد شریف پشاور کی طرف۔ عشاء کی نماز کا وقت ہوا اور حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب اپنے حجرہ مبارک سے نماز ادا کرنے کے لیے باہر تشریف لائے نماز ادا کرنے کے بعد خواجہ صاحب اپنے دفتر میں تشریف لے گئے اور آفس کی گھنٹی بجی اور حکم ہوا کے پشاور جانے والے طلباء دفتر میں تشریف لے آئیں ہم چھ لوگ تھے جن کے نام مندرجہ ذیل ہے حافظ محمد محسن چشتی، علامہ راحیل چشتی، فراز احمد الخیری، مزمل رضا فاروقی ہر دل عزیز ومحبوب شخصیت سید حبیب الرحمٰن شاہ اور فقیر بھی ساتھ آفس میں حاضر ہوا خواجہ صاحب نے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ہمیں بڑی خوبصورت نصیحتیں کی اور سفر کے آداب سے آگاہ کیا حکم ہوا کہ تمام دوست اپنا سامان وغیرہ گاڑی میں رکھیں اور نکلنے کی تیاری کریں، ہم بالکل ریڈی تھے بس گیارہ بجنے کا انتظار تھا آخر گیارہ کا ٹائم بھی ہو ہی گیا ہم استاذ العلماء مجاہد ختم نبوت حضرت خواجہ ''غلام دستگیر فاروقی'' کی نگرانی میں گاڑی میں سوار ہوئے اور پشاور عرس مبارک کے لیے روانہ ہو گئے گاڑی میں بیٹھتے ہی خواجہ صاحب نے حکم کیا کہ تمام دوست سفر کی نیت بھی کر لیں اور سفر کی دعا بھی پڑھ لیں ہم نے حکم کی تعمیل کی اس طرح براستہ موٹروے سفر شروع ہوا۔ رات کے 2 بج چکے تھے تمام ساتھیوں پر نیند کا غلبہ تھا اور ہمارا ڈرائیور بھی آنکھیں بند کر رہا تھا خواجہ صاحب

نے حکم کیا کہ کسی اچھی جگہ پر گاڑی روک لے۔ بھیرہ انٹر چینج پر بنے قیام وطعام کے سٹاپ پر ہم نے گاڑی کھڑی کی چائے وغیرہ پی اور ادھر بنی ایک بڑی خوبصورت آرام گاہ میں ہم نے آرام کیا پھر صبح فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور اپنا سفر دوبارہ جاری کیا بالکل فریش تھے اور صبح کے وقت اسلام آباد کا علاقہ اور وہاں کی پہاڑیاں کیا خوبصورت نظارہ پیش کر رہی تھیں ہمارا سفر مسلسل تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچ رہا تھا ہم الحمدللہ پشاور کی حدود میں داخل ہو گئے۔ خواجہ صاحب کی انکساری و عاجزی کی انتہا تھی۔

زمانے نے ہزاروں رنگ بدلے
نہ فرق آیا ہے اپنی مخلصی میں

وہاں سے ہم نے ڈرائیور کے اسرار پر ایک ہوٹل سے ناشتہ کیا ارادہ تو تھا کہ آستانہ شریف پر ہی ناشتہ کیا جائے لیکن چلو جو اللہ کو منظور ہم نے ناشتہ پراٹھا چائے سے کیا خان صاحبان کا ہوٹل تھا عدل وانصاف کی انتہا تھی بڑا اچھا انتظام تھا لیکن وہاں پر ایک حیرت انگیز بات دیکھنے کو ملی جو میں نے پہلی بار دیکھی تھی خان صاحب ہر روٹی پیڑے کا وزن کر کے پکا رہے تھے تا کہ عدل کا ترازو قائم رہے۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر ہم آستانہ عالیہ کی طرف روانہ ہوئے کیا منظر لکھوں میں کہ ہم نے کیا نظارہ دیکھا آستانہ عالیہ پر ہم گلی میں داخل ہوئے جس بازار میں آستانہ عالیہ شریف تھا آستانہ کی طرف دیکھتے ہی بے ساختہ یہ شعر زبان سے نکلا

اس در کو تو مجھ جیسے کئی لاکھوں ملیں گے
صد شکر کے دامن مجھے خواجہ کا ملا ہے

واہ واہ سبحان اللہ سفید کپڑے اور سفید ٹوپیاں پہنے نوجوان حق اللہ حق کی صدائیں لگا رہے تھے اور کہیں سے آواز آ رہی تھی صدائے ابوالجمال اللہ ہو اللہ ہو، ناشتہ کا ٹائم تھا سنگی ناشتہ کر رہے تھے ہمیں بھی لنگر خانہ کی طرف کچھ دوست احباب لے گئے ہم نے ہلکا پھلکا ناشتہ کیا وضو کیا دوستوں نے آستانہ سے منسوب سفید نئی ٹوپیاں خریدی اور خواجہ صاحب کی قیادت میں قافلہ کی صورت میں خواجہ خواجگان پیر محمد بدر عالم جان زید مجدہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے چلے ملاقات کی جگہ پہنچے ابھی میاں گل صاحب اپنے حجرہ مبارک میں تھے ہم نے انتظار کیا پھر کیا ہوا کہ اچانک سے مرشد آباد شریف پشاور کے در و دیوار صدائے ابوالجمال اللہ ہو اللہ ہو اللہ کی

صداؤں سے گونج اٹھی دروازہ کھلا تو خواجہ ابوالجمال تشریف لائے ملاقات کے لیے مریدین کا جم غفیر تھا تمام سنگی مصافحہ کرنے کے لیے آگے بڑھتے جارہے تھے میاں گُل صاحب جب اپنی نشست پر بیٹھ گئے تو پھر ہم آگے بڑھے خواجہ صاحب کو دیکھتے ہی میاں گُل صاحب اتنے خوش ہوئے کہ کیا لکھوں اس وقت کیا نظارہ دیکھنے کو ملا سامنے بیٹھے تمام دوست احباب بالکل خاموش تھے لیکن جب خواجہ صاحب ملنے کے لیے آگے بڑھے تو میاں گل صاحب نے مریدین کو ذکر کرنے کا اشارہ کیا خواجہ صاحب اپنے پیر و مرشد کے قدموں میں گر گئے قدم بوسی کی اور پھر میاں گُل صاحب نے خواجہ صاحب کو اٹھایا اور اپنے سینے کہ ساتھ لگایا سارا مجمع یہ منظر دیکھتا رہ گیا خواجہ صاحب نے اپنی تصنیف کردہ کتاب ''کتابیات ختم نبوت'' پیش کی میاں گُل صاحب نے کتاب کا بوسہ لیا اور بڑے خوش ہوئے فاروقی صاحب نے اپنی محبتوں کا اظہار کرتے ہوئے بڑے حضرت صاحب خواجہ خواجگان پیر محمد عبداللہ صاحب کے حالات زندگی پر ایک بڑا خوبصورت کتابچہ تحریر کیا تھا وہ بھی پیش کیا میاں گل صاحب نے بڑی دعاؤں سے نوازا اور اپنے پاس بیٹھنے کے لیے کہا فقیر نے بھی پیر صاحب کی قدم بوسی کی اور پاس بیٹھ گئے۔ میاں گل صاحب نے اپنے خاص مرید کو حکم دیا کہ فاروقی صاحب کے لیے ایک کمرہ کا انتظام کیا جائے۔
ہم اپنے کمرہ میں آ گئے وہاں کچھ دیر آرام کیا اور عصر نماز دربار عالیہ پردادا کی باباجی کے مزار پر بھی حاضری دی اور عصر کے بعد ہونے والی نشست میں حاضر ہو گئے نشست کے اختتام پر میاں گل صاحب نے تمام مریدین کو عشاء کے بعد اجتماعی نشست میں حاضر ہونے کا حکم دیا مرکزی نشست میں حاضری دی جس میں ملک بھر کے علماء اکرام پیرانِ عظام نے شرکت کی۔
خواجہ خواجگان پیر محمد عبداللہ جان صاحب نے صدارت فرمائی اور اختتامی دعا میاں گل صاحب نے کروائی اور صبح اختتامی نشست میں حاضر ہونے کا حکم کیا اس طرح صبح پھر ہم اختتامی نشست میں حاضر ہوئے جس میں مشائخ عظام نے شرکت کی خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب بھی سٹیج پر تشریف فرما تھے اسٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ اب تشریف لاتے ہیں ملک پاکستان کی عظیم شخصیت استاذ العلماء مجاہد ختم نبوت حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی پرنسپل جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور۔ اور اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہیں واہ واہ سبحان اللہ! خواجہ صاحب نے اپنے

پیرو مرشد کی صدارت میں خطاب کیا ARY، QTV پر براہ راست دکھایا جا رہا تھا۔

دعائے اختتام پر سب کو اجازت مل گئی عرس مبارک کا اختتام ہو گیا لوگ واپس جانا شروع ہو گئے اور ہم بھی گاڑی میں بیٹھے اور واپس لاہور کے لیے آستانہ عالیہ سے روانہ ہو گئے۔

اتنے مانوس صیاد سے ہو گئے
اب رہائی ملے گی تو مر جائیں گے

عرس مبارک کی مرکزی دونوں نشستوں میں وطنِ عزیز کے نامور علماء اکرام تشریف لائے اور اپنے ملفوظات کے سامعین سے دلوں کو منور کیا چند ایک علماء اکرام کے نام قارئین کی نظر ہے۔ استاذ العلماءِ وطن عزیز کی بڑی علمی اور روحانی شخصیت پیر سید حسین الدین شاہ صاحب، مناظر اسلام پروفیسر مفتی سعید احمد اسد صاحب آف فیصل آباد گولڑہ شریف کے صاحبزادہ جگر گوشہ حضور نصیر ملت رحمۃ اللہ علیہ پیر سید شمس الدین صاحب، مفتی محمد رمضان سیالوی صاحب خطیب داتا دربار لاہور اور جید علماء اکرام تشریف لائے۔ یہ تحریر احقر کا فقط محبت نامہ ہے اللہ میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو قبولیت دے ار صالحین کی سنگت میں استقامت دے۔

اللہ پاک بزرگان دین کا سایہ ہم پر تا دیر سلامت، قائم و دائم رکھے آمین ثم آمین

آہ! راہِ حق کے مسافر چل بسے

☆ عالم اسلام کی عظیم شخصیت، نامور مذہبی سکالر، شاگرد رشید، شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، حضرت علامہ پیر سید ہدایت رسول شاہ قادری 21 دسمبر بروز ہفتہ کو انتقال فرما گئے۔ آپ خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظہ اللہ تعالیٰ اور ادارہ ''المنتہیٰ'' کے ساتھ بڑی ہی شفقتوں اور محبتوں کے داعی تھے۔

☆ عظیم روحانی شخصیت خانقاہ سیال شریف کے چشم و چراغ حضرت پیر سید فیض الامین فاروقی نور اللہ مرقدہٗ (مونیاں شریف ضلع گجرات) بھی 21 دسمبر کی رات کو واصل باللہ ہو گئے، آپ بھی اخلاص کا پیکر اور محبتوں کا زمزمہ تھے شاہ صاحب نے حال میں ہی ''خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظہ اللہ تعالیٰ'' کی محققانہ کتاب ''کتابیات ختم نبوت'' کا بے نظیر قطعہ بھی تحریر فرمایا۔

☆ حضرت علامہ پیر طریقت حکیم محمد عبدالرحیم شرفی القادریؒ خانقاہ قادریہ شرفیہ، سُم شریف جھنگی (شکر گڑھ) کے ''داماد'' محترم و مکرم محمد شاہد علی صاحب بھی اچانک فیصل آباد میں داغ مفارقت دے گئے۔

☆ خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظہ اللہ تعالیٰ اور ادارہ ''المنتہیٰ'' کے جملہ اراکین و متوسلین، اظہار تعزیت فرماتے ہوئے ان تمام شخصیتوں کے لیے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مذکورہ شخصیات کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان بزرگوں کے اہل خانہ، صاحبزادگان، تلامذہ، عقیدت مندان و محبین اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام)


فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام
کتابیات ختم نبوت
خصوصیات
اہلسنت و جماعت کی تاریخ میں ایک منفرد علمی و تحقیقی اور تاریخی کام
ختم نبوت و ردِ قادیانیت پر علماء و محققین اہلسنت کی تحریر کردہ
500 کتب و رسائل کا اجمالی تعارف
ختم نبوت و ردِ قادیانیت پر کام کرنے والے مجاہدین کیلئے نایاب تحفہ
خوبصورت پرنٹنگ
دیدہ زیب ٹائٹل
عمدہ ورق
576 صفحات پر عقیدہ ختم نبوت و ردِ قادیانیت پر ایک عظیم ذخیرہ
کتاب حاصل کرنے کیلئے رابطہ نمبرز
0322-9455312 , 0321-4146464
0323-8836776 , 042-37124354
المنتہیٰ رجسٹرڈ
محمد بدر عالم جان
محمد قاسم علی
عقیدہ ختم نبوت و ردِ قادیانیت پر تحقیقی و فکری میگزین المنتہیٰ کا ممبر بنیئے!
اہداف و مقاصد
جذبہ عشق رسول ﷺ کی بیداری
اہداف و مقاصد
منکرین ختم نبوت کے دلائل کا علمی و تحقیقی جواب
قادیانیوں کو دعوت اسلام
اکابرین اہلسنت کی خدمات کو اجاگر کرنا
غلام دستگیر فاروقی
مرکزی آفس
آستانہ عالیہ چشتیہ خیریہ جلالپور روڈ
چک امر وروڈ شکر گڑھ
ناشر
ادارہ المنتہیٰ
0306-4373145
0342-5428102
0303-5238504
زونل آفس
دار العلوم جامعہ رحمت
صادق چوک تاؤن شپ لاہور
چوہدری رحمت علی ٹرسٹ